اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ٭ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۴۳۵

# روزنامہ الفضل

خطبہ نمبر

ایڈیٹر: غلام نبی

قیمت ایک آنہ

The DAILY ALFAZL QADIAN

قیمت ششماہی اندرون ہند ۸ / ۴

قیمت ششماہی بیرون ہند ۱۰ /


فہرست مضامین






| جلد ۲۳ | مورخہ ۷ ذیقعد ۱۳۵۴ھ | یوم جمعہ | مطابق ۳۱ جنوری ۱۹۳۶ء | نمبر ۱۷۷ |
|---|---|---|---|---|


## مدینۃ المسیح

قادیان ۲۹ جنوری۔ آج ساڑھے گیارہ بجے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بذریعہ موٹر بغرض تبدیلی آب و ہوا پیروچی تشریف لے گئے۔ مقامی امیر حضور نے حضرت مولوی شیر علی صاحب کو مقرر فرمایا۔

افسوس کہ شیخ نور احمد صاحب سابق مختار عام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ آج بوقت ۷ بجے صبح بعمر ۷۰ سال چند دن بعارضہ نمونیا بیمار رہنے کے بعد وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور نعش کو کندھا دیا۔ مرحوم مقبرہ بہشتی میں دفن کئے گئے۔ احباب مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا کریں۔

کل ۲۸ جنوری۔ ملک معظم جارج پنجم کے تدفین کے باعث دفاتر۔ اور سکول بند رہے۔ اور دوکانوں کی سارا دن ہڑتال رہی۔

## ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

### مکانات اور لباس کو صاف رکھنے کا ارشاد

"جو شخص ظاہری پلیدیوں سے نفرت نہیں رکھتا۔ اور اس کا گھر اور اس کے گھر کا صحن ناپاک رہتے ہیں۔ وہ اندرونی پاکیزگی میں بھی سست ہو سکتا ہے۔ سو تم کوشش کرو کہ تمہارے گھر کا کوئی حصہ ناپاک نہ ہو۔ اور نہ ناپاک پانی اور کیچڑ بدررؤوں میں کھڑا رہے۔ اور نہ کپڑے میلے کچیلے رہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے۔ جو قرآن شریف میں آچکا ہے۔ ایسے احکام جو خدا تعالیٰ کی کتاب میں آئے۔ وہ اس لئے آئے ہیں۔ تا تم سمجھو۔ کہ جسمانی سلسلہ کو روحانی سلسلہ سے ایک تعلق ہے۔ سو تم نہ تو ظاہری طور پر زمین کے نجس حصوں کی طرف جھکو۔ اور نہ ہی روحانی طور پر۔ بلکہ اگر ممکن ہو۔ تو اوپر کے مکانوں میں ہو۔ اور ہوادار اور روشن مکان اختیار کرو۔" (نزول المسیح صفحہ ۲۲)

# خُدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

## ۲۷ جنوری سے ۲۹ جنوری ۱۹۳۶ء تک بیعت کرنیوالوں کے نام

ذیل کے اصحاب دستی اور بذریعہ خطوط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ پر بیعت کرکے داخلِ احمدیت ہوئے:۔



| نمبر | نام | مقام |
| --- | --- | --- |
| | **دستی بیعت** | |
| ۱ | دساوا مل صاحب (عبداللہ صاحب) | ضلع سیالکوٹ |
| ۲ | (ایک صاحب جو ابھی اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے) | ضلع گورداسپور |
| | **تحریری بیعت** | |
| ۳ | طالب صاحب | سماٹرا |
| ۴ | جعفر صاحب | " |
| ۵ | سپنتو صاحب | " |
| ۶ | بڑھی صاحبہ | " |
| ۷ | عبدالرحمٰن صاحب | " |
| ۸ | عمر صاحب | " |
| ۹ | شیخ خلیل صاحب | " |
| ۱۰ | رحمت اللہ صاحب | ریاست پٹیالہ |
| ۱۱ | رحمی صاحبہ | " |
| ۱۲ | حشمت صاحب | ریاست پٹیالہ |
| ۱۳ | مبارک علی صاحب | امراؤتی |
| ۱۴ | نذیر احمد صاحب | " |
| ۱۵ | احمد حسین صاحب | ضلع گوجرانوالہ |
| ۱۶ | نواب خان صاحب | ضلع سیالکوٹ |
| ۱۷ | کریم الدین صاحب | ضلع سہارنپور |
| ۱۸ | عبدالستار صاحب | ضلع گونڈہ |
| ۱۹ | علم دین صاحب | ضلع گورداسپور |
| ۲۰ | (ایک صاحب جو ابھی اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے) | ضلع شاہپور |
| ۲۱ | فتح بی بی صاحبہ | " |
| ۲۲ | غلام بی بی صاحبہ | " |
| ۲۳ | عبدالقادر صاحب | ضلع گورداسپور |
| ۲۴ | بی بی گلہ صاحبہ | ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان |
| ۲۵ | عبدالعزیز خان صاحب | ضلع ڈیرہ دون |

# امتحان کتب حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے متعلق

## اعلان

کچھ عرصہ سے نظارت تعلیم و تربیت کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے امتحان کا انتظام کیا جاتا ہے۔ مگر نظارت ہذا کی توقع کے مقابلہ میں بہت کم احباب شامل ہوتے ہیں۔ حالانکہ اتنی بڑی جماعت میں سے ہزاروں نہیں تو سینکڑوں افراد کا امتحان میں شامل ہونا معمولی بات ہے۔ علاوہ دیگر فوائد کے دو بڑے فائدے یہ ہیں۔ کہ اول۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے مطالعہ سے ایمان میں تازگی پیدا ہوتی ہے۔ اور آئندہ ترقی مدارج کی راہیں کھل جاتی ہیں۔ دوم۔ مسائل خصوصی جو احمدیت سے متعلق ہیں۔ وہ حفظ ہو جاتے ہیں۔ اور اس طرح احمدیت کی تبلیغ آسان ہو جاتی ہے۔ یہ بات ظاہر ہے۔ کہ جس شخص کو احمدیت کے مسائل سے واقفیت نہ ہوگی۔ وہ تبلیغ میں کماحقہ حصہ نہیں لے سکتا۔ پس شمولیت امتحان سے مسائل کی بھی واقفیت ہو جائے گی۔ اب کی دفعہ نظارت ہذا امید رکھتی ہے۔ کہ احباب امتحان کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں بہت زیادہ تعداد میں شامل ہونے کی کوشش فرمائیں گے۔ اور تحریک ہذا پڑھ کر اپنے نام اور مکمل پتہ سے نظارت ہذا کو اطلاع دیں گے۔ امسال تاریخ امتحان یکم نومبر ۱۹۳۶ء ہوگی۔ اور امتحان کے لئے ذیل کا نصاب مقرر کیا گیا ہے۔ (۱) فتح اسلام (۲) توضیح مرام (۳) سچائی کا اظہار (۴) انجام آتھم (ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

# سمال ٹاؤن کمیٹی قادیان کو منیجر الفضل کا نوٹس

## ایک ہفتہ کے اندر معافی مانگو جرمانہ ادا کرو ورنہ قانونی کارروائی کی جائیگی

سمال ٹاؤن کمیٹی قادیان کی بے انتظامی، فرض ناشناسی اور نااہلیت کے متعلق کئی بار ہمیں اطلاعات پہونچتی رہیں۔ لیکن چونکہ ان امور کے متعلق ذاتی طور پر تحقیقات کرنیکا ہمیں موقع نہ ملا۔ اس لئے ہم ان کی طرف توجہ نہ کر سکے۔ مگر حال ہی میں سمال ٹاؤن کمیٹی نے ہماری اس دقت کو خود اس طرح دور کر دیا۔ کہ براہ راست ہمیں اپنے حسن انتظام کا نشانہ بنا لیا۔ اور ایک ایسے مکان کے کئی سال کے ہاؤس ٹیکس کی وصولی کے لئے منیجر الفضل کے نام قرقی کا وارنٹ جاری کرا دیا جس سے آج تک کبھی منیجر "الفضل" کا کسی قسم کا تعلق نہیں رہا۔ بلکہ اسے اور اس کے تمام سٹاف کو یہ بھی معلوم نہیں۔ کہ اس کے کتنے کمرے ہیں۔ اور کس رُخ واقعہ ہیں۔ مگر باوجود اس کے سمال ٹاؤن کمیٹی نے منیجر الفضل کے نام وارنٹ نکلوا کر اچانک دفتر کے سامان پر سرکاری کارندوں کا قبضہ کرا دیا۔ جس سے نہ صرف دفتری کام کا سخت حرج ہوا۔ بلکہ تمام عملہ "الفضل" کی سخت ہتک ہوئی۔ سمال ٹاؤن کمیٹی کے بھیجے ہوئے سرکاری کارندے نہ صرف عملہ کے ساتھ نہایت درشتی اور بے تہذیبی کے ساتھ پیش آئے۔ بلکہ نہایت ضروری اور قیمتی سامان کوڑیوں کے مول فروخت کرنے پر اصرار کرنے لگے۔

اگرچہ اس کارروائی کی سوائے اس کے اور کوئی وجہ ہماری سمجھ میں نہ آتی تھی۔ کہ سمال ٹاؤن کمیٹی اندھیر کھاتا بنی ہوئی ہے۔ اور اس کا موجودہ عملہ جو چاہتا ہے۔ اندھا دھند کر گزرتا ہے تاہم سرکاری حکم کی تعمیل میں بینتالیس روپے سوا پانچ آنے ادا کر دیئے گئے۔ یہ ۱۸ جنوری کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد پے در پے تحریری اور زبانی طور پر دفتر سمال ٹاؤن کمیٹی سے اس وصول کردہ ٹیکس کی تفصیل اور دوسرے ضروری امور کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن کمیٹی کا عملہ ہر روز ٹال مٹول کرکے گزارہ دیتا رہا۔ آخر بہزار دقت ۲۷ جنوری کو یہ بتایا۔ کہ مکان نمبر ۵۴/۵ کا ۱۹۲۸ء سے لیکر ۱۹۳۵ء تک کا ہاؤس ٹیکس اور طلبانہ وغیرہ وصول کیا گیا ہے۔

چونکہ کمیٹی نے بلاوجہ نہ صرف دفتر الفضل کے کام کا حرج کیا۔ بلکہ سخت ہتک بھی کی ہے۔ اس لئے منیجر "الفضل" نے کمیٹی کو حسب ذیل رجسٹری نوٹس دیا ہے:۔

### رجسٹرڈ نوٹس بنام سیکرٹری و پریذیڈنٹ صاحبان سمال ٹاؤن کمیٹی قادیان

مجھ منیجر اخبار الفضل قادیان کے نام عدالت صاحب مجسٹریٹ علاقہ سے آپنے ایک وارنٹ قرقی جاری کرایا جس کے ذریعہ مورخہ ۱۸ جنوری ۱۹۳۶ء کو مجھ سے مبلغ ۴۵/۵/۳ روپے بروئے رسید نمبر ۹۳ جبریہ طور پر وصول کئے گئے۔ حالانکہ کمیٹی کو کوئی حق میرے نام وارنٹ قرقی جاری کرانے کا نہ تھا۔ کیونکہ میرے ذمہ کوئی بقایا ٹیکس نہیں تھا۔ اور نہ مکان ۵۴/۵ کے ساتھ میرا کوئی تعلق تھا۔ جس کی بابت مجھ سے رقم مندرجہ بالا وصول کی گئی ہے۔

چونکہ کمیٹی کی اس کارروائی سے مجھ منیجر الفضل کی ہتک کی گئی ہے۔ اور بے جا طور پر مجھ سے یہ رقم وصول کی گئی ہے۔ اس لئے میں آپ کو یہ نوٹس دیتا ہوں۔ کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر مجھ سے تحریری معافی مانگیں۔ اور اس تحریر کو اپنے خرچ پر اخبار الفضل میں شائع کرائیں۔ اور مبلغ یا لفعہ روپیہ بطور ہرجانہ ادا کریں۔ ورنہ بعد گذرنے میعاد کے آپکے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جائیگی۔ اور اخراجات کے آپ ذمہ دار ہوں گے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۶ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ

# خطبہ جمعہ



# تمام چھوٹے بڑے احمدی اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالیں

## اگر دُنیا میں عظیم الشان تغیر پیدا کرنا چاہتے ہو۔ تو خلیفۂ وقت کی اسی طرح کامل اطاعت کرو جس طرح دماغ کی تمام اعضا کرتے ہیں

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۶ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

تحریک جدید میں سے ایک جزو

### اپنے ہاتھ سے کام کرنا

ہے۔ میں ان خطبات میں جو اس سال کی تحریک جدید کے متعلق دے چکا ہوں۔ غالباً اس کا ذکر کئی موقعوں پر کر چکا ہوں۔ مگر پھر بھی میں سمجھتا ہوں۔ ابھی یہ مضمون بہت کچھ وضاحت۔ اور تحریک کا مستحق ہے۔ سال ہو گیا۔ جب سے میں نے یہ تحریک کی ہے۔ بلکہ سال کیا۔ اب تو چودہ مہینے ہونے لگے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے کہ میری اس تحریک پر چودہ مہینے گزر چکے ہیں اور باوجود اس کے کہ میں نے کہا تھا۔ اس کی مثال قائم کرنے کے لئے

### تمام چھوٹے بڑے افراد

کو اجتماعی طور پر ہاتھ سے کام کرنے چاہئیں۔ تا دوسروں کے لئے محرک اور نمونہ ہو۔ صدر انجمن احمدیہ نے اس قسم کا کوئی کام نہیں کیا۔ حالانکہ کام کرنے کے کئی مواقع بہم پہنچتے رہے ہیں:۔

دُنیا میں ہر کام نمونہ چاہتا ہے۔ کہنے والا اگر مُونہہ سے ایک بات کہہ دیتا ہے۔ لیکن عمل اس کے خلاف ہوتا ہو۔ تو طبائع پر اچھا اثر نہیں پڑتا۔ اور دُنیا میں کام اتنی انواع کے ہوا کرتے ہیں۔ کہ اُن میں سے بہت سے کام دُوسرا شخص نہیں دیکھ سکتا۔ مثلاً ہاتھ سے کام کرنا ہے۔ اس میں تحریر بھی شامل ہے۔ اور تحریر کرنے والا بسا اوقات اپنے گھر میں کام کرتا ہے۔ جبکہ دوسرے لوگ اسے نہیں دیکھ سکتے۔ میں اگر رات کو بارہ یا ایک بجے تک کام کرتا رہوں۔ تو کسی کو کیا پتہ ہے۔ کہ میں نے کوئی کام کیا ہے جو شخص نو بجے چارپائی پر لیٹ جاتا ہے۔ وُہ یہ سمجھ کر لیٹتا ہے۔ کہ اب ساری دُنیا لیٹ گئی ہوگی۔ جو شخص دس بجے چارپائی پر لیٹتا ہے۔ وُہ یہ سمجھ کر لیٹتا ہے۔ کہ دس بجے سب لوگ سو گئے ہونگے۔ جو شخص گیارہ بجے سوتا ہے۔ وُہ یہ خیال کرکے سوتا ہے۔ کہ باقی دُنیا بھی اب سو رہی ہوگی۔ اور جو بارہ بجے لیٹتا ہے۔ وُہ یہ سمجھتا ہے۔ کہ اب آدھی رات گزر چکی ہے۔ اب تو کوئی شخص کام نہیں کر رہا ہوگا۔ وہ کیا جانتا ہے۔ کہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اس وقت بھی کام میں مشغول ہیں۔ کہتے ہیں:۔

### آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل

جو چیز آنکھ سے اوجھل ہو۔ اس کے درمیان ایک پہاڑ حائل ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے انسان اس کے متعلق صحیح رائے قائم نہیں کر سکتا اور اگر کرے۔ تو اسے اپنے اوپر قیاس کرتا ہے۔ جو شخص چار گھنٹے کام کرتا ہے وُہ سمجھ لیتا ہے۔ کہ چار گھنٹوں سے زیادہ کسی نے کیا کام کرنا ہے۔ اور جو شخص پانچ گھنٹے کام کرتا ہے۔ وُہ سمجھ لیتا ہے۔ کہ پانچ گھنٹوں سے زیادہ کسی نے کیا کام کرنا ہے۔ یہ منافقت نہیں۔ بلکہ اس کی طرف سے

### حقیقت کا اظہار

ہوتا ہے۔ اور یہ باتیں ہمیں بتاتی ہیں۔ کہ دُنیا میں ایسے کام بھی کرنے چاہئیں جو لوگوں کے سامنے آنے والے ہوں۔

اس طرح وہ لوگ جن کی نظر دل سے کام اوجھل ہوتا ہے۔ اور وہ سستی کرتے ہیں۔ اپنے سے بڑے آدمیوں کو کام کرتے ہوئے دیکھ کر چست ہو جاتے ہیں۔
میں نے کئی دفعہ

**اسلامی زمانہ کا ایک واقعہ**

سنایا ہے۔ کہ خلافت عباسیہ کے دَور میں کوئی مزین تھا۔ جسے کسی امیر نے خوش ہو کر پانچ سو اشرفیاں انعام دے دیں۔ جب اسے اشرفیاں ملیں۔ تو اشرفیاں لیتے ہی اس نے خیال کر لیا۔ کہ اب دنیا میں کوئی غریب نہیں رہا۔ چونکہ وہ امراء کا نائی تھا۔ اور اشرفیوں کے چوری ہونے کا اسے کوئی خطرہ نہ تھا۔ اس لئے وہ جہاں تزئین کرنے جاتا۔ اشرفیوں کی تھیلی بھی لے جاتا۔ اور اسے اچھالتا پھرتا امراء کو یہ دیکھ کر مذاق سوجھا۔ جب کسی کے پاس جاتا وہ پوچھتا میاں مزین شہر کا کیا حال ہے۔ وہ کہتا شہر کا اتنا اچھا حال ہے۔ کہ کوئی کمبخت ایسا نہیں ہوگا۔ جس کے پاس

**پانچ سو اشرفیاں**

بھی نہ ہوں۔ اسی طرح روز اس سے مذاق ہوتا۔ ایک دن کسی امیر کو جو مزاح سوجھا۔ اس نے چپکے سے وہ تھیلی کھسکا کر اپنے پاس رکھ لی۔ چونکہ حجام کو یہ خطرہ نہیں تھا کہ یہاں سے تھیلی چرائی جا سکتی ہے۔ اس لئے اس وقت تو اس نے خیال نہ کیا۔ مگر گھر جا کر جو چیزیں دیکھیں۔ تو اشرفیوں کی تھیلی گم پائی۔ اس کا اسے اتنا صدمہ ہوا کہ بیمار ہو گیا۔ وہ امراء جن کو حال معلوم تھا جب اس سے پوچھتے میاں بتاؤ اب شہر کا کیا حال ہے۔ تو وہ کہتا شہر کنگال ہو گیا ہے۔ دنیا بھوکی مر رہی ہے۔ آخر جس نے وہ تھیلی چھپائی تھی۔ اس نے لا کر اس کے سامنے رکھ دی اور کہا شہر کو بھوکا نہ مارو۔ تم اپنی تھیلی لے لو۔ تو

**انسان کی عادت**

ہے۔ کہ وہ دوسروں کا قیاس اپنے اوپر کرتا ہے۔ چور اسی خیال میں رہتا ہے۔ کہ ساری دنیا چور ہے۔ ایک جھوٹا یہی سمجھتا ہے کہ ساری دنیا جھوٹی ہے۔ ایک فاسق و فاجر یہ سمجھ ہی نہیں سکتا۔ کہ دنیا میں نیک لوگ بھی ہوتے ہیں۔ ایک نکما اور بے کار شخص یہ نہیں جانتا۔ کہ دنیا میں کام کرنے والے لوگ بھی ہیں۔ وہ سب کو نکما اور بے کار خیال کرتا ہے۔ غرض دیواروں کے پیچھے کام کرنے والے کتنا ہی شاندار کام کریں۔ کتنی محنت اور سرگرمی سے حصہ لیں۔ کتنا وقت خرچ کریں پھر بھی

**ایک نکمے شخص کی نگاہ میں**

سب دنیا نکمی ہوگی۔ اور جب اسے کسی کام کے لئے کہا جائے گا۔ وہ کہے گا ہم نے سب نکمے ہوئے ہیں۔ بڑے بڑے آدمی بھی نکمے بیٹھے رہتے ہیں۔ نہ کام کرتے ہیں نہ کار۔ مفت میں تنخواہیں لیتے ہیں۔ تو کچھ کام ظاہر ہونے چاہئیں۔ اور کچھ نہ کچھ لوگوں کے سامنے نمونہ ہونا چاہیئے۔ اس سے ان کو تحریک ہو جاتی ہے۔ اور وہ بھی اپنے ہاتھ سے کام کرنا کوئی عار نہیں سمجھتے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ایک زمیندار شخص جس نے کبھی شہر نہیں دیکھا تھا۔ اور نہ شہری تمدن سے واقف تھا۔

**ریاست کپورتھلہ کا رہنے والا**

تھا۔ ایک دفعہ یہاں آیا۔ اور پھر لاہور اور امرتسر جانے کا اسے جو موقعہ ملا۔ تو شہری زندگی دیکھ کر یکدم اس کی کایا پلٹ گئی۔ اور اس کے دل میں یہ شوق سمایا۔ کہ میں شہری طرز رہائش اختیار کر لوں۔ چنانچہ یہ جنون اس میں اس تک بڑھا۔ کہ وہ سیکنڈ کلاس کے بغیر ریل میں سفر نہیں کرتا تھا۔ اور حالت یہ ہو گئی۔ کہ جب وہ

**لاہور کے سٹیشن پر**

اترتا۔ تو رومال یا چھتری قلی کو دے دیتا۔ اور کہتا میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ اس سے پوچھا کہ یہ کیا کرتے ہو۔ رومال اور چھتری تک خود اٹھا نہیں سکتے۔ اور قلی کو دے دیتے ہو۔ کہنے لگا۔ یہ فیشن ہے۔ اگر قلی ساتھ نہ ہو۔ تو انسان معزز نہیں سمجھا جاتا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اس کی ساری جائداد گرو پڑی۔ پھر اس کے بعد اس نے جائداد بیچ ڈالی۔ پھر اپنی بوڑھی ماں کو مار پیٹ کر اس کا زیور بیچ ڈالا۔ اور جب اس طرح بھی کام نہ چلا۔ تو عیسائی ہو گیا۔ چنانچہ وہ اب تک عیسائی ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ ایک سیدھا سادہ نیک طبع نوجوان تھا اس کا

**ایک لطیفہ**

مشہور ہے۔ اس نے ہمارا باغ ایک دفعہ ٹھیکے پر لیا۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کی بات ہے۔ ایک لڑکا جو بورڈنگ میں رہا کرتا تھا۔ اب تو بہت نیک اور مخلص احمدی ہے۔ لیکن اس وقت بڑا شوخ مزاج ہوتا تھا۔ اس نے ایک دو اور لڑکوں کو اپنے ساتھ ملا کر کہا۔ آؤ رات کو ہم باغ میں چل کر میوے کھائیں۔ جب وہ میوے کھانے گئے۔ تو اس نے انہیں پکڑ لیا۔ باقی دو تو بھاگ گئے۔ مگر یہ قابو آ گیا۔ شاید درخت پر تھا۔ اور اس سے اتر نہ سکا۔ یا کوئی اور سبب ہوا بہرحال وہ پکڑا گیا۔ جب وہ پکڑا گیا۔ تو اس شخص نے پوچھا بتا تیرا نام کیا ہے اس کے نام میں عطر کا لفظ آتا تھا۔ پہلے تو اس نے بتانا چاہا۔ اور اس کے مونہہ سے عطر نکل گیا۔ پھر رکا۔ پھر نام بتانے لگا۔ تو عطر کا لفظ نکل گیا۔ مگر پھر اس نے اپنے آپ کو روکا۔ اور چاہا۔ کہ میں کوئی اور نام بتا دوں۔ اتفاقاً اس کا ایک دوسرا نام بھی تھا۔ جو غیر معروف تھا۔ یعنی فضل الدین اور اس کی وجہ سے بعض لوگ اسے فجا کہتے تھے اس نے آخر اپنا نام فجا بتا دیا۔ نام پوچھ کر اس شخص نے اسے چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی۔ تو وہ بورڈنگ کے سپرنٹنڈنٹ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ آپ کے ایک لڑکے نے رات باغ سے پھل چرایا ہے۔ انہوں نے پوچھا اس کا کیا نام تھا۔ وہ کہنے لگا۔ اس کا نام فجا ہے۔ وہ کہنے لگے۔ اس نام کا تو کوئی لڑکا بورڈنگ میں نہیں۔ اس نے کہا۔ تو پھر سکول میں ہوگا۔ انہوں نے کہا سکول میں بھی فجا نام کا کوئی لڑکا نہیں پھر انہوں نے حلیہ پوچھا۔ تو اس نے جو حلیہ بتایا۔ اس سے انہیں شبہ پڑا۔ اور انہوں نے اس لڑکے کا نام لیا۔ تو وہ کہنے لگا۔ یہ نام نہیں اس کا نام فجا ہے۔ وہ کہنے لگے تمہیں کس طرح پتہ ہے۔ کہ اس کا نام فجا ہے۔ وہ کہنے لگا۔ اس نے اپنا نام یہ بتایا تھا۔ کہ عطر عطر فجا۔ وہ کہنے لگے معلوم ہوتا ہے فجا اس نے تمہیں دھوکہ دینے کے لئے بتایا ہے۔ ورنہ اصل نام تو اس کا وہی ہے جو پہلے اس کے مونہہ سے نکل گیا تھا۔ تو اس قسم کی سادہ طبیعت کا وہ آدمی تھا۔

لیکن بعد میں اسراف اور اپنے ہاتھ سے کام نہ کرنے کے نتیجہ میں اس کا مال گیا۔ دولت گئی۔ عزت گئی۔ اور آخر میں مذہب بھی چلا گیا۔ تو

## ہاتھ سے کام نہ کرنا

کوئی معمولی بات نہیں۔ اس سے بڑی بڑی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور اچھے اچھے خاندان برباد ہو جاتے ہیں۔ پھر اس کے نتیجہ میں غربا ہمیشہ غربت کی حالت میں رہتے ہیں۔ اور انہیں اپنی حالت میں تغیر پیدا کرنے کا موقعہ نہیں ملتا۔ اب کیا یہ عجیب بات نہیں۔ کہ میں تحریک کرتا ہوں۔ جماعت ساڑھے ستائیس ہزار روپیہ دے اور وہ تھوڑے سے عرصہ میں ایک لاکھ سات ہزار روپیہ کا وعدہ کر دیتی ہے پھر دوبارہ ایسی حالت میں تحریک کرتا ہوں۔ جبکہ جماعت پر اور بوجھ بھی ہیں۔ تو وہ ایک لاکھ پندرہ ہزار روپیہ کا وعدہ کر دیتی ہے۔ لیکن جو تحریک اپنے ہاتھ سے کام کرنے کے متعلق ہے اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ اور جماعت کی پہلی حالت بدستور چلی آتی ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ مال کی قربانی اس قربانی کی نسبت بہت زیادہ آسان ہے۔ اور یہ قربانی کرتے وقت لوگ ہچکچاہٹ محسوس کرتے اور خوشی سے آمادہ نہیں ہوتے۔ اسی کا نتیجہ میں یہ دیکھتا ہوں۔ کہ

## زندگیاں وقف کرنے والے نوجوان

زندگیاں وقف کرتے ہیں۔ وہ اس دعوے کے ساتھ زندگی وقف کرتے ہیں۔ کہ بھوکے رہیں گے۔ پیاسے رہیں گے۔ پیدل جائیں گے اور ہر قسم کی تکلیف برداشت کرنے کے لئے خوشی سے تیار رہیں گے۔ لیکن جب ہم ان کی روانگی پر انہیں اپنے پاس سے کچھ خرچ دیتے ہیں تو جھٹ یہ سوال پیدا کر دیتے ہیں۔ کہ اتنا خرچ تو کافی نہیں۔ اور روپیہ چاہیئے۔ یہ امر صاف بتاتا ہے۔ کہ انہیں اسراف اور اپنے ہاتھ سے کام نہ کرنے کی عادت ہے۔ وہ وطن چھوڑ دیں گے۔ اپنے مستقبل کو قربان کر دیں گے۔ بیوی بچوں سے جدا ہو جائیں گے۔ ماں باپ سے الگ ہو جائیں گے۔ لیکن اپنے ہاتھ سے کام نہ کرنا اور اسراف ان کی

راہ میں حائل ہو جائے گا۔ اور ان عادتوں کی وجہ سے وہ مختلف قسم کے سوال پیدا کر دیں گے۔ پس معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہمارے نوجوانوں میں نسبت اور امراض کے یہ مرض زیادہ راسخ ہے۔ حالانکہ یہی وہ مرض ہے۔ جس سے قوم میں

## غداری۔ فریب اور خیانت کا مادہ

پیدا ہوتا ہے۔ اور جب اس قسم کی عادت پیدا ہو جائے۔ کہ انسان نکما بیٹھا رہے۔ اور جو مفت میں ملے۔ وہ لے لے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ دشمن آتا ہے۔ اور اس سے آکر کہتا ہے۔ مجھ سے پانچ روپے لے لو۔ اور احمدیوں کا کوئی راز بتاؤ۔ یا ان کی فلاں خبر ہمیں لا دو۔ اس پر وہ پانچ روپے لے لیتا اور اپنے ایمان کو ضائع کر دیتا ہے۔ بالکل ممکن ہے۔ اس نے دس روپے اپنی طرف سے چندہ میں دیئے ہوں۔ لیکن چونکہ اسے نکما بیٹھے رہنے کی وجہ سے یہ عادت پڑی ہوئی ہوتی ہے۔ کہ مفت کا روپیہ لیتا۔ اور اپنی ضروریات پر خرچ کرتا ہے۔ اس لئے وہ پانچ روپے دیکھ کر انہیں چھوڑ نہیں سکتا۔ اور وہی انسان جو احمدیت کے لئے

## اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار

تھا۔ اپنا وطن چھوڑنے کے لئے تیار تھا اپنی بیوی بچوں سے جدا ہونے کے لئے تیار تھا۔ محض پانچ روپے پر اپنی قوم کو بیچ دینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

## یہوداہ اسکریوطی

کو دیکھو۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے وہ سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار تھا۔ اور حواریوں میں وہ خاص عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ لیکن اس نے تیس درہم پر اور وہ بھی کھوٹے تیس درہموں پر کہ اگر وہ کھوٹے نہ ہوتے۔ تب بھی ان کی قیمت آج کل کے لحاظ سے ساڑھے سات روپے بنتی ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو بیچ دیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ اس میں بھی وہی عادت تھی۔ جو آج کل ہمارے بعض نوجوانوں میں پائی جاتی ہے۔ کہ نکمے بیٹھے رہتے اور مفت کی کھاتے ہیں۔ اور مفت کھانے کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ اپنے ہاتھ سے کام نہ کرنے کے نتیجہ

میں۔ اس وقت جتنے لوگ ہیں۔ خواہ وہ بڑے ہیں۔ یا چھوٹے۔

## سب میرے مخاطب ہیں

اور میں ان میں سے بہت کم لوگوں کو مستثنےٰ کر سکتا ہوں۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں۔ اپنے ہاتھ سے کام نہ کرنے کی عادت کے لحاظ سے باوجود اس کے کہ یہ تعلیم میرے مونہہ سے نکل رہی ہے میں اپنی اولاد کو بھی مستثنےٰ نہیں کر سکتا وہ بھی اس بات پر تو تیار ہو جائیں گے۔ کہ سلسلہ کے لئے اپنی جانیں دیں۔ تبلیغ کے لئے غیر ملکوں میں نکل جائیں۔ لیکن اپنے ہاتھ سے کام کرنا انہیں دوبھر معلوم ہوگا۔ یہ محض عادت نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ ورنہ اگر انہیں عادت ہو جائے تو اس کام میں بھی وہ کوئی تکلیف محسوس نہ کریں۔

## رسول کریم صلے اللہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے۔ کہ وہ اذخر کاٹ کر لاتے اور بیچتے۔ اذخر ایک قسم کا گھاس ہوتا ہے۔ اہل عرب میں چونکہ اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت تھی۔ اس لئے وہ ان کاموں کو برا نہیں سمجھتے تھے۔ لیکن ہمارے ملک میں کام کرنا عزت کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔ جب تک ہم اس خیال کو دور نہیں کر دیتے جماعت میں سے

## آوارگی اور جہالت

دور نہیں ہو سکتی۔ اور اگر کام کرنے کی روح جماعت میں پیدا کر دیں۔ تو جماعت کا ۲۵ فیصدی بوجھ اتر سکتا ہے۔ اور جب اس روح کے نتیجہ میں وہ دنیا میں مفید کام کرنے لگ جائیں۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ ۲۵ فیصدی بوجھ اور اتر سکتا ہے۔ کیونکہ اس کے نتیجہ میں چندہ دینے والے بہت سے نئے لوگ پیدا ہو جائیں گے۔ غرض اگر اس وقت ہمارا خرچ کا تین لاکھ سالانہ بجٹ ہوتا ہے تو بیکاروں کا بوجھ ہٹ جانے کی وجہ سے بجٹ سوا دو لاکھ پر آ جائے گا۔ اور اگر اس وقت آمد اڑھائی لاکھ ہوتی ہے۔ تو چندہ دینے والوں کی زیادتی سے آمد سوا تین لاکھ ہو جائیگی۔

میں سمجھتا ہوں۔ اس وقت

## قادیان میں ہی پانچسو عورتیں مرد

ایسے ہیں۔ جو بالکل نکمے بیٹھے ہیں۔ اور جن کی نظر اسی طرف رہتی ہے۔ کہ کوئی انہیں دے تو وہ کھائیں۔ ان میں اخلاص ہے نیکی ہے۔ اگر فاقہ میں بھی انہیں چندہ کی آواز آئے۔ تو وہ اپنے مانگے ہوئے روپیہ میں سے چندہ دینے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ اور خدا تعالےٰ کے لئے اسے خرچ کر دیں گے۔ پس ان میں اخلاص کی کمی نہیں۔ کمی صرف تربیت کی ہے۔ کام لینے والوں نے ان سے کام نہیں لیا اور سمجھانے والوں نے انہیں سمجھایا نہیں۔ اور نہ انہیں بتایا ہے۔ کہ کس رنگ میں وہ اپنی عزت بڑھا سکتے ہیں۔ اگر بتاتے۔ تو وہ بھی دوسروں سے پیچھے نہ رہتے۔ گویا وہ قیمتی موتی ہیں۔ مگر افسوس کہ مٹی کے اندر ملے ہوئے ہیں جس طرح ایک گھوڑا جس پر سوار ہو کر انسان میلوں میل سفر کر لیتا ہے اگر انسان اس کے نیچے کھڑا ہو کر اسے اپنے سر پر اٹھانا چاہے۔ تو وہ اس کی کمر توڑ دیگا۔ اسی طرح یہ قوم کے گھوڑے ہیں۔ مگر بجائے اسکے کہ ان کے ذریعہ ترقی کی منازل طے کی جاتیں۔ وہ ایسے پتھر بن گئے ہیں۔ جو قوم کے گلے میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور جو اسے نیچے ہی نیچے کھینچے لئے جا رہے ہیں۔ پس ضروری ہے۔ کہ

## اس قسم کے کام تمام جماعت مل کر کرے

تا مل کر کام کرنے کی وجہ سے کوئی شخص ہاتھ سے کام کرنا اپنے لئے عار نہ سمجھے۔ میں نے اس وقت کئی کام بھی بتائے تھے۔ چنانچہ میں نے کہا تھا مہمانخانہ بننے والا ہے۔ سب مل کر اس کی تعمیر کر دیں لیکن لوگوں کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ اور مہمانخانہ نہ بن گیا۔ پھر میں نے کہا تھا محلوں میں بڑا گند ہوتا ہے۔ غیر لوگ جب دیکھتے ہونگے تو باہر جا کر کیا کہتے ہونگے۔ کہ یہ احمدی تقریریں کرتے وقت تو کہتے ہیں۔ قرآن مجید کا حکم ہے۔ صفائی کرو۔ اور گندگی سے بچو۔ لیکن ہم نے ان کے محلے دیکھے ہیں۔ بدبو کے مارے ان میں سے گزر نہیں جاتا۔ متعفن نالیاں ہیں۔ راستوں پر گند پڑا رہتا ہے۔ اور کوئی صفائی نہیں کرتا۔ میں نے توجہ دلائی تھی۔ کہ محلے والے مل کر اس گند کو دور کریں۔ اور گڑھے وغیرہ پر کر کے انہیں ہموار کر دیں۔ آخر لوگ روٹیوں کی دعوت کھانے کے لئے جاتے ہیں یا نہیں پھر کیا وجہ ہے۔ اس کام کے لئے لوگوں کو دعوت دی جائے۔ اور وہ نہ آئیں۔ ہو سکتا ہے ایک دن

## دارالرحمت والے

سارے شہر کی دعوت کر دیں اور کہیں آؤ سب مل کر ہمارے محلہ کی صفائی کرو یا پھر یہ دارالفضل والے سب شہر کو بلا لیں۔ کہ آؤ ہمارے محلہ کی صفائی کردو۔ آخر کیا وجہ ہے کہ روٹی کی دعوت میں تو ہم جا سکتے ہیں لیکن کام کی دعوت میں ہم نہیں جا سکتے۔ تو یہ ساری تدبیریں میں نے بتائی تھیں۔ مگر چودہ مہینے ہو گئے۔ کسی نے ہمیں نہیں بلایا۔ دوسری دعوتیں تو لوگ اس کثرت سے کرتے ہیں۔ کہ مجھے پیچھا چھڑانا مشکل ہو جاتا ہے۔ اور ان کا اصرار ہوتا ہے۔ کہ آج روٹی ہمارے گھر سے کھائیں۔ حالانکہ روٹی انسان اپنے گھر میں روز کھاتا ہی ہے۔ پس ایسی دعوت کا کیا فائدہ جو روز میسر آتی ہے۔ وہ دعوت کرو۔ جو لوگوں کو میسر نہیں آتی۔ کام کے لئے بلاؤ۔ اور اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی لوگوں کو عادت ڈالو۔ تا فارغ اور نکمے بیٹھے رہنے والوں کو بھی کام کی عادت پڑے۔ اور اگر کام کرکے لوگوں کو کھانے کی عادت ہو جائے۔ تو پھر چاہے کوئی لاکھ روپیہ بھی دے۔ اور کہے کہ قوم سے غداری کرو۔ تو وہ غداری کرنے کے لئے تیار نہیں ہوگا۔ کیونکہ اسے

## طیب کھانے کی عادت

ہو گی۔ پس کام نہ کرنے کے نتیجہ میں اخلاق بگڑ جاتے ہیں۔ قوم میں بیکاری اور آوارگی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی وہ عطا کردہ طاقتیں جن کی قیمت میں دنیا کی کوئی چیز پیش نہیں کی جا سکتی۔ ضائع ہو جاتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی آنکھ کتنی قیمتی چیز ہے۔ لیکن جب کسی کی آنکھ ضائع ہو جائے۔ تو کیا کروڑوں روپیہ دے کر بھی وہ آنکھ خرید سکتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کا دیا ہوا دماغ جب خراب ہو جاتا اور انسان پاگل ہو جاتا ہے تو بسا اوقات سارے ڈاکٹر مل کر بھی اسے اچھا نہیں کر سکتے۔ پس کام نہ کرنے کے نتیجہ میں علاوہ اور نقصانات کے ایک بہت بڑا نقصان یہ بھی ہوتا ہے کہ

## خدا تعالیٰ کی عطا کردہ طاقتیں

ضائع چلی جاتی ہیں۔ اگر کوئی شخص ایک ہزار روپیہ ڈھاب میں ڈال دے۔ تو قادیان کے سارے لوگ اسے ملامت کرنے لگ جائیں گے کہ کیسا بے وقوف ہے اس نے ہزار روپیہ ڈھاب میں ڈال دیا۔ لیکن اس سے لاکھوں گنے نہیں کروڑوں گنے زیادہ قیمت کا دماغ لوگ ضائع کر رہے ہوتے ہیں۔ اور کوئی نہیں کہتا کہ کتنا اندھیر ہے۔ حالانکہ غریب سے غریب اور ان پڑھ سے ان پڑھ کے دماغ کے مقابلہ میں ہزاروں روپیہ کی کوئی حقیقت نہیں۔ جاہل سے جاہل انسان سے کہو۔ کہ ہم تجھے ہزار روپیہ دیتے ہیں۔ تو اپنا بھیجا نکال دے۔ تو وہ اس کے لئے تیار نہیں ہوگا۔ پس کیا یہ تعجب کی بات نہیں۔ کہ اگر کوئی ڈھاب میں ایک ہزار روپیہ ڈال دے۔ تو سارے لوگ مل کر شور مچا دیں گے۔ کہ اتنا بڑا بیوقوف ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ لیکن جو لوگ اپنے کروڑوں روپیہ سے زیادہ قیمتی دماغ ضائع کر رہے ہیں۔ اپنی مفید ترین طاقتیں نکمے اور بیکار بیٹھ بیٹھ کر ضائع کر رہے ہیں۔ ہم انہیں دیکھتے اور کوئی شور نہیں مچاتے۔ اور نہ ان کی درستی کے ذرائع اختیار کرتے ہیں۔ پس بیکاری ہمیشہ کام کو ذلت سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اگر ہم کام کرنے لگ جائیں۔ اور لوگ دیکھیں کہ چھوٹے بڑے سب کام کر رہے ہیں۔ تو ذلت کا خیال لوگوں کے دلوں سے خود بخود نکل جائے۔ اور لوگ کام کرنے میں عزت محسوس کرنے لگیں۔ اور جس دن کام میں لوگ عزت محسوس کرنے لگیں گے۔ جس دن

## نکما اور بیکار بیٹھنا

لوگ اپنے لئے ہلاک کرنے والی زہر سمجھیں گے۔ اس دن سمجھو۔ کہ دنیا کی بلائیں ٹل گئیں۔ اور روحانیت کی بنیاد قائم ہو گئی کیونکہ کام ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جس کے کرنے کے نتیجہ میں جہاں دنیوی مصائب کا خاتمہ ہوتا ہے۔ وہاں روحانیت کا بھی دروازہ کھل جاتا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا ایھا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا۔ اے رسولو طیب کھاؤ اور اعمال صالحہ کرو۔ اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ

## طیب کھانے کے نتیجہ میں اعمال صالحہ

پیدا ہوتے ہیں۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ ہو سکتا ہے بعض لوگ طیب کھائیں۔ لیکن ان کے پاس دین نہ ہو۔ اور اس وجہ سے شریعت کے مطابق ان سے اعمال صالحہ سرزد نہ ہوں۔ لیکن جن کے پاس دین ہو۔ اور وہ طیب کھائیں۔ ان سے ضرور اعمال صالحہ صادر ہوتے ہیں۔ مثلاً یورپ کے لوگ ہیں۔ وہ طیب کھانے کے عادی ہیں۔ بڑی محنت اور مشقت سے کام کرتے اور اپنی روزی کا سامان مہیا کرتے ہیں۔ لیکن دین ان کے پاس نہیں۔ اگر دین ان کے پاس پہونچ جائے۔ تو چونکہ وہ طیب کھاتے اور مشکل سے مشکل کاموں کو سرانجام دینے کے عادی ہیں۔ اس لئے وہاں اسلام نہایت شاندار نتیجہ پیدا کرے۔ جب میں لنڈن گیا تھا۔ تو

## یورپ کے لوگوں کے متعلق

مجھ پر یہ اثر ہوا تھا۔ کہ ان میں روحانیت ایشیا سے زیادہ ہے۔ ان میں دین کے متعلق ایک جستجو اور تڑپ پائی جاتی ہے۔ پھر ان میں سنجیدگی اور متانت ایشیا والوں سے بہت زیادہ ہے۔ ہندوستانی جو پڑھے لکھے ہیں۔ ان کی مجلس میں بیٹھ کر دیکھ لو۔ اور پھر انگریزوں کی مجلس میں بیٹھ کر دیکھ لو تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ انگریزوں کا مذاق بہت زیادہ سنجیدہ ہے۔ ہندوستانیوں میں چھچھورا پن ہوگا۔ اور پھر بدتہذیبی اور ناشائستگی پائی جائے گی۔ جب بھی دو چار ہندوستانی مل کر بیٹھیں گے کہیں کھانے کا ذکر ہوگا۔ اور اس پر مذاق اڑایا جا رہا ہوگا۔ کہیں ہوا خارج ہونے پر قہقہے لگ رہے ہونگے کہیں ڈکار پر ہنسی ہو رہی ہوگی۔ اسکے مقابلہ میں

## شریف انگریزوں کی مجلس

میں تم دس سال رہو۔ تمہیں ان باتوں کا نشان تک نظر نہیں آئے گا۔ یہاں قادیان کے پڑھے لکھے کئی آدمی ہیں۔ جو ان گندی باتوں میں حصہ لیتے ہیں۔ اور ان کی مجلس میں اس قسم کی لغو اور بیہودہ باتوں کا ذکر ہوتا ہے اور ان پر ہنسی اڑائی جاتی ہے بچپن میں جب میں ہائی سکول میں پڑھا کرتا۔ تو دو استاد تھے۔ انہیں دیکھ کر مجھے اتنی گھن اور نفرت آتی۔ جو بیان سے باہر ہے۔ وہ جب بھی ایک دوسرے کی شکل دیکھتے کہیں پاخانے کا مذاق شروع ہو جاتا۔ کہیں ہوا خارج ہونے کے متعلق ہنسی کرنے لگ جاتے اور مجھے ان کی باتیں سن سن کر اتنی گھن اور نفرت آتی۔ کہ میں چاہتا وہاں سے بھاگ جاؤں۔ یہ چھچھورا پن۔ یہ کمینگی یہ رزالت۔ یہ بیہودگی اور یہ گندہ مذاق کیوں ہے۔ باوجود اس کے کہ خدا تعالیٰ کا دین تمہارے پاس ہے۔ یہ

## رزالت اور کمینگی

اسی لئے ہے۔ کہ تمہارے وقت کی کوئی قیمت نہیں۔ اور جب انسان کسی مفید کام پر اپنا وقت خرچ نہیں کرتا۔ تو کوئی نہ کوئی بکواس شروع کر دیتا ہے۔ پس جب وہ حقیقی کام نہیں کرتے۔ تو اس قسم کی بکواس شروع کر دیتے ہیں۔ تم اپنے ارد گرد کے لوگوں پر نظر دوڑاؤ۔ اور دیکھو کہ کیا یہ باتیں پائی جاتی ہیں یا نہیں۔ مسلمانوں میں کہیں قرآن کریم کی آیتیں ہنسی کے طور پر پڑھی جا رہی ہوں گی۔ کہیں حدیثیں ہنسی کے طور پر پڑھی جا رہی ہوں گی۔ کہیں اسلامی اصطلاحیں مذاق کا نشانہ بن رہی ہوں گی۔ کہیں کھانے اور دعوتوں کا ذکر ہوگا۔ ایک کہیگا تم فلاں کی دعوت میں تھے۔ تم نے کتنا کھایا۔ دوسرا کہیگا تم فلاں کی شادی میں تھے۔ کیا کیا کھایا۔ پھر کہیں کسی کے ڈکار لینے پر مذاق سوجھ جائیگا۔ کہیں ہوا خارج ہونے پر قہقہہ لگ جائے گا۔ تم بتاؤ کیا اس قسم کی رذیلانہ اور کمینہ حرکات تمہارے ملک اور سوسائٹی میں ہوتی ہیں یا نہیں۔ پھر سوچو کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ تم میں یہ باتیں پائی جاتی ہیں۔ اگر تم غور کرو گے تو معلوم ہوگا۔ کہ یہ باتیں محض اس وجہ سے ہیں کہ تمہیں کام کرنے کی عادت نہیں۔ اگر کام کرنے کی عادت ہو۔ تو طبیعت میں سنجیدگی اور متانت پیدا ہو جاتی ہے اور نہ صرف اس قسم کی کمینہ حرکات میں انسان حصہ نہیں لیتا بلکہ جب اس کا وقت ضائع ہونے لگتا ہے۔ تو اسے غصہ آتا ہے پس کام کرنیکی عادت ڈالو۔ اور اپنے اوقات کی قدر کرو۔ عیسائیت کتنی گھناؤنی چیز ہے کتنی قابل نفرت چیز ہے۔ فطرت اسکے خلاف بغاوت کرتی ہے۔ کہ ایک کھاتے پیتے انسان کو خدا مانا جائے

انسانی عقل اسے دھکے دیتی۔ اور اسے اپنے سفید کپڑوں پر ایک داغ اور میل سمجھتی ہے لیکن باوجود ان تمام باتوں کے عیسائیوں کے اخلاق کیوں تم سے اعلےٰ ہیں۔ ان کے اعلےٰ اخلاق مذہب کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ اس وجہ سے ہیں۔ کہ ان قوموں نے کسی سبب سے میں اس سبب کی تعیین نہیں کرتا۔ میں مذہب پر بحث نہیں کر رہا۔ کہ میں مذہبی سبب بیان کروں۔ میں اقتصادیات پر بحث نہیں کر رہا۔ کہ اقتصادی سبب بیان کروں۔ میں سیاسیات پر بحث نہیں کر رہا۔ کہ سیاسی سبب بیان کروں۔ میں یہ کہتا ہوں۔ کہ کسی وجہ سے انہوں نے اپنے آپ کو

## بیکاری سے بچا لیا

اور کام کرنے کی عادت ڈال لی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ باوجود اس کے کہ مذہب ان کے پاس نہیں۔ اُن کے اخلاق تم سے اعلےٰ ہو گئے۔

ہم جب لنڈن پہونچے۔ اور رات سونے کے بعد میں صبح کو اٹھا۔ تو میں نے اپنے قافلہ کے دوستوں کے چہروں پر رنجش کے آثار پائے۔ اور مجھے یوں معلوم ہوا کہ گویا کوئی جھگڑا ہوا ہے۔ میں نے ادھر اُدھر سے کریدنا شروع کیا۔ تو مجھے بتایا گیا۔ کہ کچھ جھگڑا ہو گیا تھا۔ مگر آپ کو بتانا مناسب نہیں سمجھا گیا۔ میں نے کہا۔ کیا ہوا۔ تو بعض دوستوں نے بتایا۔ کہ اسباب جب اتارا گیا۔ تو اس وقت سوال پیدا ہوا۔ کہ مختلف کمروں میں کس طرح پہونچے۔ وہاں

## مزدور اور قلی

نہیں ہوتے۔ بلکہ سب اپنے ہاتھ سے کام کرتے ہیں۔ چونکہ ہمارے قافلہ والے ہندوستانی نیت اپنے ساتھ لے کر گئے تھے۔ اس لئے جب وہاں پہونچے۔ اور اسباب اٹھانے کے لئے کوئی مزدور نہ پایا۔ تو ان میں سے بعض سخت ناراض ہوئے۔ کہ یہاں ہمارے اچھے مبلغ رہتے ہیں کہ انہوں نے ہمارا اسباب اٹھوانے کے لئے کوئی انتظام نہیں کیا۔ اگر مزدور ہوتے۔ تو ان کے ذریعہ اسباب اٹھوا کر پہنچا دیتے۔ ہم سے پہلے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب وہاں پہنچے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ ان کا ایک دوست بھی تھا۔ جو جرمن کا رہنے والا تھا۔ اور اس کا باپ نواب تھا۔ میں نے چوہدری صاحب سے کہدیا تھا۔ کہ آپ ہم سے پہلے جا رہے ہیں۔ ہمارے پہونچنے سے پہلے سیر یا وغیرہ کر لیں۔ لیکن جب ہم پہنچیں۔ تو پھر آپ کو ہمارے ساتھ کام کرنا ہو گا۔ اس کے مطابق چوہدری صاحب اور ان کے جرمن دوست ہم سے پہلے اس مکان میں آئے ہوئے تھے۔ بتانے والے نے بتایا۔ کہ اس سوال کے پیدا ہونے پر کہ کمروں میں اسباب کون رکھے۔ ہمارے ساتھی تو ایک دوسرے سے روٹھ کر الگ ہو گئے۔ اور سارا اسباب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب اور ان کے جرمن دوست پرونکر نے قافلہ میں سے بعض آدمیوں کے ساتھ مل کر رکھا۔

## چودھری ظفر اللہ خان صاحب

چونکہ ولایت میں رہ چکے تھے۔ اس لئے وہ وہاں کے طریق سے واقف تھے۔ اور ان کا دوست تو یورپ کا ہی تھا۔ گو وہ اب انگلستان میں رہتا ہے۔ اور جنگ کے بعد نوابیاں جاتی رہیں لیکن اب بھی وہ انگلستان میں انجنیئر اور موجد ہے اور معزز شخص ہے۔ مگر باوجود اس کے اس نے اپنے ہاتھ سے کام کیا۔ اس کے مقابلہ میں ہمارے ملک میں اگر پندرہ پشت سے نوابی بھی کسی کے خاندان سے گئی ہوئی ہو۔ تو مجال نہیں۔ کہ وہ اپنے ہاتھ کام کرے۔ بہر حال اس نے اور چودھری صاحب نے مل کر کام کیا۔ اور اسباب کمروں میں رکھ دیا۔ بے شک بعض ہمارے ساتھیوں نے بھی کام کیا۔ لیکن بعض نے اس کو بُرا منایا۔ اور کام سے انکار کر دیا۔ پس ولایت میں سب اپنے ہاتھ سے کام کرتے ہیں۔ میرے ساتھ ہی امریکہ کے بعض امراء سفر کر رہے تھے۔ وہ بہت بڑے تاجر تھے۔ لکھ پتی یا کروڑ پتی تھے۔ اور وہ اپنے اہل و عیال سمیت یورپ کی سیاحت کے لئے آئے ہوئے تھے۔ میرے سامنے جب وہ سٹیشن پر اُترے۔ تو ہر ایک نے

## اسباب کے تین تین بنڈل

اپنے آگے پیچھے لٹکا لئے۔ اور چل پڑے۔ میرے لئے بھی یہ اچنبھا تھا۔ کیونکہ میں بھی آخر ہندوستانی طریق کا عادی تھا۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ کسی گارڈ یا ڈرائیور نے کسی بڑے افسر کو پہچان لیا۔ تو کہہ دیا۔ لا دیجئے۔ میں اسباب اٹھا لیتا ہوں۔ اور وہ اسباب اٹھانے پر اسے کچھ انعام دے دیتے ہیں۔ مگر یہ اتفاقی ہوتا ہے اور بہرحال ذاتی طور پر انعام لینے کی خاطر بعض لوگ دوسرے کا اسباب اٹھا لیتے ہیں۔ لیکن اس صورت کو مستثنےٰ کرتے ہوئے باقی سب لوگ خواہ وہ کتنے بڑے ہوں۔ اپنے ہاتھ سے سب کام کرتے۔ اور اپنا اسباب خود اٹھا کر لاتے اور لے جاتے ہیں۔ اور ان میں یہ کوئی عیب نہیں سمجھا جاتا۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ کوئی لکھ پتی یا کروڑ پتی اپنے ساتھ کوئی نوکر رکھ لیتا ہے۔ جو اسباب اٹھا لیتا ہے لیکن مزدوروں اور قلیوں کا وہ طریق جو ہمارے ہاں مروّج ہے۔ یورپ میں کہیں نظر نہیں آتا سب اپنے ہاتھ سے کام کرتے ہیں۔

پس یہ اخلاق جو ان میں پیدا ہوئے۔ ان کی اصل وجہ یہی ہے۔ کہ انہوں نے

## حقیقی کام کرنے کی عادت

ڈال لی۔ اور وہ فضول باتوں میں وقت ضائع نہیں کرتے۔ پھر ان میں سے بھی جو اپنے وقت کو فضول باتوں میں ضائع کرنے والے ہیں۔ ان میں وہی عادتیں پائی جاتی ہیں۔ جو ہندوستانیوں میں ہیں۔ بے شک ان کا کثیر حصہ ایسا ہے۔ جو اپنے اوقات کو صحیح طور پر خرچ کرتا ہے۔ لیکن ان میں بھی کچھ لوگ ایسے ہیں۔ جو اپنے وقت کو فضول صرف کرنے کے عادی ہیں۔ مثلاً اس لئے کہ وہ شراب پینے کے عادی ہیں۔ اور شراب بھی آوارگی پیدا کرتی ہے۔ یا مثلاً اس لئے۔ کہ ان میں جوا ہے۔ اور جوا بھی آوارگی پیدا کرتا ہے۔ بہر حال ان میں بھی ایک حصہ آوارہ ہے۔ اور ان میں بھی وہی آوارگیاں۔ وہی گند۔ اور وہی بُری باتیں پائی جاتی ہیں۔ جو ہندوستانیوں میں پائی جاتی ہیں۔ مگر وہ اتنے بھیانک سمجھے جاتے ہیں۔ کہ شرفاء ان کے پاس کھڑا ہونا بھی گوارا نہیں کرتے۔

پس اس لحاظ سے

## یورپ اور ہندوستان میں پھر بھی امتیاز ہے

جبکہ ہمارے ہاں ایک فحش کلام۔ ایک گندہ ذہن اور ایک بد مذاق انسان کے پاس کھڑا ہونا شرفاء باعث عار نہیں سمجھتے۔ اور نہ اور لوگ بُرا مناتے ہیں۔ انگلستان میں اگر کسی شخص کو اس قماش کے لوگوں کے پاس کھڑا ہوا دیکھ لیا جائے۔ تو اس کی ساری عزت خاک میں مل جاتی ہے۔ اور وہ کسی سوسائٹی میں عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ لوگ فوراً سمجھ جاتے ہیں۔ کہ جب یہ آوارہ شخص کے پاس کھڑا تھا۔ تو یہ بھی آوارہ ہوگا۔ پس وہاں کے آوارہ

## ایک زندہ جیلخانہ

ہوتے ہیں۔ کہ جو شخص ان کے پاس کھڑا ہوا دیکھا جائے۔ یا باتیں کرتا دیکھا جائے۔ اس کی عزت بھی جاتی رہتی ہے۔ اور جس طرح طاعون سے بچانے کے لئے کیمپ کھولے جاتے ہیں۔ انہوں نے بھی اپنی قوم کو آوارگی سے بچانے کے لئے گویا اس قسم کے کیمپ بنا رکھے ہیں۔ اور آوارگی سے اتنی شدید نفرت اپنی قوم میں پیدا کر دی ہے۔ کہ آوارہ شخص سے بات کرنا بھی آوارگی کا نشان سمجھا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں تو یہ ہے۔ کہ جب کوئی شخص کسی آوارہ کے ساتھ چل پھر رہا ہو۔ اس سے باتیں کر رہا ہو۔ اور اس سے تعلقات رکھتا ہو تو پوچھنے پر لوگ کہدیتے ہیں۔ وہ آوارہ ہے یہ تو نہیں۔ مگر وہاں چلنا پھرنا تو الگ رہا۔ ایک منٹ کے لئے بھی اگر کوئی کسی آوارہ کے پاس کھڑا ہو جاتا ہے۔ تو سب لوگ سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ کہ دال میں کچھ کالا کالا ضرور ہے۔

تو کام کرنے کی وجہ سے جماعت میں بہت نیک تغیرات پیدا ہو سکتے ہیں۔ قادیان اور باہر کے لوگ چندے تو دیتے ہیں۔ مگر جو چیز قوم کی حقیقی رُوح ہے۔ وہ ان چندہ دینے والوں نے ابھی تک پیدا نہیں کی۔ پس میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالیں۔ اور

## صدر انجمن احمدیہ کو بھی توجہ دلاتا ہوں

کہ وہ کوئی ایسا کام شروع کرے۔ جس میں سب لوگ حصہ لیں۔ کام اس کے ہاتھ میں ہیں میرے ہاتھ میں نہیں۔ اگر میرے ہاتھ میں ہوتے۔ تو میں اب تک کبھی کام شروع کرا دیتا۔

اس کے ساتھ ہی میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ جو لوگ وزراء اور نائب ہوتے ہیں۔ ان کا فرض ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے افسر کی روح اپنے اندر پیدا کریں۔ اور اس کے اشاروں کو سمجھیں اگر دماغ میں کوئی اعلےٰ تجویز آئے۔ مگر ہاتھ شل ہوں۔ تو وہ تجویز کسی کام کی نہیں رہتی۔ اور نہ کوئی نتیجہ پیدا کر سکتی ہے۔ ناظر ہونے کی وجہ سے وہ میرے نائب ہیں۔ ان کا فرض ہے۔ کہ وہ وہی روح اپنے اندر پیدا کریں۔ جو میں پیدا کرنی چاہتا ہوں۔ جس طرح بادنما مرغ ہوتا ہے۔ کہ وہ ہوا کے رخ کے مطابق اپنا رخ بدلتا ہے۔ اسی طرح

### بہترین ناظر

وہی سمجھا جا سکتا ہے۔ جو خلیفہ وقت کے اشاروں کو سمجھے۔ جو روح خلیفہ پیدا کرنا چاہے وہی روح ناظر پیدا کریں۔ اور جو سکیم خلیفہ پیش کرے وہی سکیم تمام ناظر رکھیں۔ اگر ناظروں میں تعاون نہ ہو۔ اور وہ میری باتوں کو نہ سنیں۔ جو تجاویز میں پیش کروں۔ اس کی بجائے وہ اپنی تجاویز چلانا چاہیں۔ جو میں تدابیر بتاؤں ان کو چھوڑ کر وہ اپنی تدبیریں بروئے کار لائیں۔ اور اگر کارکنوں میں تعاون نہ ہو۔ مبلغوں میں تعاون نہ ہو۔ اور میں کچھ کہتا رہوں اور وہ کچھ کرتے رہیں۔ تو یہ وہی بات ہوگی۔ کہ ؎

من چہ سرایم و طنبورۂ من چہ سرائد

مگر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ اخلاص کی کمی کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ

### تربیت کے نقص کی وجہ

سے اب تک میری مثال اور ناظروں اور کارکنوں کی مثال بالکل یہی ہے۔ کہ ؎

من چہ سرایم و طنبورۂ من چہ سرائد

میں کچھ کہتا ہوں وہ کچھ اور کرتے ہیں۔ میں کوئی سکیم پیش کرتا ہوں۔ وہ کوئی اور سکیم چلاتے ہیں۔ میں کوئی اور پالیسی بتاتا ہوں۔ وہ اپنی پالیسی کے پیچھے چلے جاتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ

### بہترین سے بہترین تجویز

کا بھی وہ شاندار نتیجہ نہیں نکلتا۔ جو نکلنا چاہیئے۔ اگر وہ اپنے آپ کو میرا ہاتھ بناتے اگر وہ اپنے آپ کو میرا ہتھیار تصور کرتے۔ اور اگر وہ سمجھتے۔ کہ ان کا کام یہ ہے۔ کہ وہ دیکھیں۔ میرے مونہہ سے کیا نکلتا ہے۔ اور پھر اسے جاری کرنے کی کوشش کریں۔ تو اب تک کایا پلٹ گئی ہوئی۔ مگر حالت یہ ہے کہ میں کہتا ہوں جماعت کی اس رنگ میں تربیت کرو۔ اور مبلغ وفات مسیح کا مسئلہ رٹتے چلے جاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں جماعت سے بیکاری دور کرو۔ اور مبلغ خود اپنے اندر بیکاری پیدا کرتے چلے جاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں وعظوں کی بجائے اپنا نیک نمونہ لوگوں کے سامنے پیش کرو۔ اور وہ پرانے مسائل لوگوں کے سامنے پیش کرتے چلے جاتے ہیں۔ حالانکہ

### ہر چیز کا ایک موقع اور محل ہوتا ہے

جو لوگ وفات مسیح مان چکے ہوں۔ ان کے سامنے وفات مسیح کا مسئلہ پیش کرنا بیوقوفی ہے۔ اور یہ سمجھنا کہ قرآن کریم کی ایک آیت کے ایک ہی معنی ہیں۔ اور زیادہ بیوقوفی ہے قرآن کریم کی کوئی آیت نہیں۔ جو صرف ایک مطلب اپنے اندر رکھتی ہو۔ اگر ایسا ہی ہوتا تو جن آیتوں سے وفات مسیح ثابت ہے۔ وہ میرے لئے منسوخ کی طرح ہوتیں۔ مگر یہ غلط ہے۔ باوجود

### وفات مسیح

تسلیم کرنے کے۔ میرے لئے بھی وہ آیتیں اپنے اندر کئی معارف رکھتی ہیں۔ مثلاً یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ والی آیت دوسروں کے لئے یہ مفہوم رکھتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے لیکن میرے لئے اس میں یہ سبق ہے۔ کہ جو شخص خدا تعالیٰ کا ہو جائے۔ اگر ساری دنیا مل کر بھی اسے مارنا چاہے تو نہیں مار سکتی۔ اب اگر کوئی شخص میرے سامنے یہ آیت اس غرض کے لئے پیش کرے کہ اس سے وفات مسیح ثابت ہوتی ہے۔ تو وہ میرا وقت ضائع کرتا ہے۔ ہر زمانہ کا دور الگ ہوتا ہے۔ اور ہر دور میں الگ آیتیں پیش کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ الگ حدیثیں پیش کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ الگ استدلال پیش کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ تم کیوں سمجھتے ہو۔ کہ قرآن کریم کی

### ایک آیت کے ایک ہی معنے

ہیں۔ تم انہی آیتوں کو لے کر ان سے اور اور معارف نکال سکتے۔ اور دنیا کو محو حیرت بنا سکتے ہو۔ قرآن کریم تو ذوالبطون ہے اور اس کی ایک ایک آیت میں کئی کئی معارف پنہاں ہیں۔ کسی وقت اس کے کسی معنے پر زور دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور کسی وقت کسی مفہوم پر۔ ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ جماعت محسوس کرے۔ کہ خلیفۂ وقت جو کچھ کہتا ہے اس پر عمل کرنا ضروری ہے اگر تو وہ سمجھتی ہے۔ کہ خلیفہ نے جو کچھ کہا وہ غلط کہا۔ اور اس کا نتیجہ اچھا نہیں نکل سکتا تو جو لوگ یہ سمجھتے ہوں۔ ان کا فرض ہے کہ وہ

### خلیفہ کو سمجھائیں

اور اس سے ادب کے ساتھ تبادلۂ خیالات کریں۔ لیکن اگر یہ نہیں کر سکتے۔ تو پھر ان کا فرض ہے۔ کہ وہ اسی طرح کام کریں۔ جس طرح ہاتھ دماغ کی متابعت میں کام کرتا ہے ہاتھ کبھی دماغ کو سمجھاتا بھی ہے۔ کہ ایسا نہ کرو۔ مثلاً دماغ کہتا ہے فلاں جگہ مکہ مارو ہاتھ مکہ مارتا ہے۔ تو آگے وہ ذرہ کی سختی محسوس کرتا ہے۔ اور

### ہاتھ کو درد

ہوتا ہے۔ اس پر ہاتھ دماغ سے کہتا ہے کہ اس جگہ مکہ نہ مروائیں۔ یہاں تکلیف ہوتی ہے۔ اور دماغ اس کی بات مان لیتا ہے۔ اسی طرح جماعت میں سے ہر شخص کا حق ہے۔ کہ اگر وہ

### خلیفۂ وقت سے کسی بات میں اختلاف

رکھتا ہے۔ تو وہ اسے سمجھائے اور اگر اس کے بعد بھی خلیفہ اپنے حکم یا اپنی تجویز کو واپس نہیں لیتا۔ تو اس کا کام ہے۔ کہ وہ فرمانبرداری کرے۔ اور یہ تو دینی معاملہ ہے۔ دنیوی معاملات میں بھی افسروں کی فرمانبرداری کے تاریخ میں ایسے ایسے واقعات آتے ہیں۔ کہ انہیں پڑھ کر طبیعت سرور سے بھر جاتی ہے۔

### بیلا کلاوا کی جنگ

ایک نہایت مشہور جنگ ہے۔ اس میں انگریزوں کو روسی فوج کا مقابلہ کرنا پڑا۔ ایک دن جنگ کی حالت میں اطلاع ملی۔ کہ روسی فوج کا ایک دستہ حملہ کے لئے آرہا ہے۔ اور اس میں آٹھ نو سو کے قریب آدمی ہیں۔ اس اطلاع کے آنے پر انگریز کمانڈر نے ماتحت افسر کو حکم دیا۔ کہ تم اپنی فوج کا ایک دستہ لے کر مقابلہ کے لئے جاؤ۔ اس افسر کو اطلاع مل چکی تھی۔ کہ روسی دستہ آنے کی اطلاع غلط ہے۔ اصل میں روسی فوج آرہی ہے۔ جو ایک لاکھ کے قریب ہے۔ جب انگریز کمانڈر نے حکم دیا۔ کہ ایک دستہ لے کر مقابلہ کے لئے جاؤ۔ تو اس افسر نے کہا۔ یہ خبر صحیح نہیں ایک لاکھ فوج آرہی ہے اور اس کا مقابلہ ایک دستہ نہیں کر سکتا انگریز کمانڈر نے کہا مجھے صحیح اطلاع ملی ہے تمہارا کام یہ ہے۔ کہ اطاعت کرو۔ وہ سات آٹھ سو کا دستہ لے کر مقابلہ کے لئے چل پڑا۔ لیکن جب قریب پہونچا۔ تو معلوم ہوا۔ حقیقت میں ایک لاکھ کے قریب دشمن کی فوج ہے۔ بعض ماتحتوں نے کہا۔ کہ اس موقعہ پر جنگ کرنا درست نہیں۔ ہمیں واپس چلے جانا چاہیئے۔ مگر اس افسر نے گھوڑے کو ایڑ لگا کر آگے بڑھایا۔ اور کہا۔

### ماتحت کا کام اطاعت کرنا ہے اعتراض کرنا نہیں

باقیوں نے بھی گھوڑے بڑھا دیئے۔ اور سب ایک ایک کر کے اس جنگ میں مارے گئے۔ انگریزی قوم آج تک اس واقعہ پر فخر کرتی ہے۔

اور کہتی ہے اس کی قوم کے لوگوں نے اطاعت کا کیسا اعلیٰ نمونہ دکھایا۔ اور گو یہ انگریزی قوم کا واقعہ ہے۔ مگر کون ہے جو اس واقعہ کو سن کر خوشی محسوس نہیں کرتا۔ ایک جرمن بھی جب اس واقعہ کو پڑھتا ہے تو وہ فخر محسوس کرتا اور کہتا ہے کہ کاش یہ نمونہ ہماری قوم دکھاتی۔ ایک فرانسیسی بھی جب یہ واقعہ پڑھتا ہے تو فخر محسوس کرتا اور کہتا ہے کاش یہ نمونہ ہماری قوم دکھاتی۔ ایک روسی بھی جب یہ واقعہ پڑھتا ہے تو فخر محسوس کرتا اور کہتا ہے۔ کاش یہ نمونہ ہماری قوم دکھاتی۔ پس

**اطاعت اور افسر کی فرمانبرداری**

ایسی اعلیٰ چیز ہے کہ دشمن بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ مگر بغیر مصائب میں پڑے اور تکلیفوں کو برداشت کرنے کے یہ مقام حاصل نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ایک اور موقعہ پر ایک ترک جرنیل نے روسیوں سے لڑائی کی۔ ترک جرنیل کو مشورہ دیا گیا کہ اپنے ہتھیار ڈال دو کیونکہ دشمن بہت زیادہ طاقتور ہے لیکن وہ اس پر تیار نہ ہوا آخر وہ قلعہ میں بند ہو گیا۔ روسیوں نے مہینوں اس کا محاصرہ رکھا اور کوئی کھانے پینے کی چیز باہر سے اندر نہ جانے دی۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جب غذا کا ذخیرہ ختم ہو گیا۔ تو اس نے سواری کے گھوڑے ذبح کر کے کھانے شروع کر دیئے مگر ہتھیار نہ ڈالے۔ لیکن آخر وہ بھی ختم ہو گئے تو اس نے بوٹوں کے چمڑے اور دوسری ایسی چیزیں ابال ابال کر سپاہیوں کو کھلانی شروع کر دیں۔ مگر ہتھیار نہ ڈالے۔ آخر سب سامان ختم ہو گئے اور روسی فوج نے قلعہ کی دیواروں کو بھی توڑ دیا تو یہ بہادر سپاہی اطاعت قبول کرنے پر مجبور ہوئے۔ چونکہ یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ مفتوح فاتح کے سامنے اپنی تلوار پیش کرتا ہے۔ اسی قاعدہ کے مطابق جب اس ترکی جرنیل نے روسی کمانڈر کے سامنے اپنی تلوار پیش کی۔ تو روسی کمانڈر کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اور وہ کہنے لگا میں

**ایسے بہادر جرنیل کی تلوار**

نہیں لے سکتا۔ تو اطاعت اور قربانی اور ایثار ایسی اعلیٰ چیزیں ہیں کہ دشمن کے دل میں بھی درد پیدا کر دیتی اور اس کی آنکھوں کو نیچا کر دیتی ہیں۔ انگریزی قوم سے جہاں اچھے واقعات ہوئے۔ وہاں اس سے ایک برا واقعہ بھی ہوا۔ مگر اس کے اندر بھی یہ سبق ہے کہ

**قربانی اور ایثار**

نہایت اعلیٰ چیز ہے۔ جب نپولین کو انگریزوں کے مقابلہ میں شکست ہوئی اور اس کے اپنے ملک میں بغاوت ہو گئی تو اس نے کہا میں اپنے آپ کو اب خود انگریزوں کے سپرد کر دیتا ہوں۔ انگریزوں سے ہی اس کی لڑائی تھی۔ چنانچہ وہ اسے پکڑ کر انگلستان لے گئے۔ جب پارلیمنٹ کے سامنے معاملہ پیش ہوا تو اس نے کہا نپولین سے تلوار کیوں نہیں لی گئی۔ یہ تلوار لینے کا وہی طریق تھا۔ جس کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔ کہ مفتوح جرنیل سے فاتح جرنیل تلوار لے لیا کرتا تھا۔ جب پارلیمنٹ نے یہ سوال اٹھایا۔ تو ایک انگریز لارڈ کو اس غرض کے لئے مقرر کیا گیا کہ وہ جا کر نپولین سے تلوار لے آئے۔ جب اس کے سپرد یہ کام کیا گیا۔ تو وہ پارلیمنٹ میں کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا ایسے بہادر دشمن سے جس نے اپنے آپ کو خود ہمارے حوالے کر دیا ہے۔ تلوار لینا ہماری ذلت ہے مگر چونکہ اس وقت انگریزوں میں بہت جوش تھا۔ اور انہیں نپولین کے خلاف سخت غصہ تھا۔ اس لئے بہادری کے خیالات ان کے دلوں میں دبے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا یہ نہیں ہو سکتا۔ نپولین سے تلوار ضرور لی جائے گی۔ پھر انہوں نے اس لارڈ کے ساتھ ایک اور شخص کر دیا جو ایسے اعلیٰ اخلاق کا مالک نہیں تھا جن اعلیٰ اخلاق کا وہ لارڈ مالک تھا۔ اور کہا کہ نپولین سے ضرور تلوار لی جائے جب وہ نپولین کے پاس پہنچے۔ تو وہ لارڈ نہایت رقت کے ساتھ نپولین سے کہنے لگا۔ میری زبان نہیں چلتی۔ اور مجھے شرم آتی ہے کہ میں آپ کو وہ پیغام پہنچاؤں۔ مگر چونکہ مجھے حکم ہے۔ اس لئے میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ اپنی تلوار ہمارے حوالہ کر دیں نپولین نے یہ سن کر کہا۔ کیا انگریز قوم جس کو میں اتنا بہادر سمجھتا تھا اپنے مفتوح دشمن سے اتنی معمولی رعائت بھی نہیں کر سکتی۔ یہ سن کر اس لارڈ کی چیخ نکل گئی اور وہ پیچھے ہٹ گیا۔ مگر اس کے نائب نے آگے بڑھ کر اس کی تلوار لے لی۔ تو

**بہادری اور جرأت کے واقعات**

غیر کے دل پر بھی اثر کر جاتے ہیں۔ اگر ہمارے کارکن بھی وہ اطاعت قربانی اور ایثار پیدا کریں۔ جن کا حقیقی جرأت تقاضا کرتی ہے تو دیکھنے والوں کے دل پر جماعت احمدیہ کا بہت بڑا رعب پڑے اور ہر شخص سمجھے کہ یہ جماعت دنیا کو کھا جائے گی۔ اور اگر یہ نہ ہو بلکہ میں خطبے کہتا چلا جاؤں لوگ کچھ اور ہی کہتے جائیں۔ مبلغین کسی اور رستہ پر چلتے رہیں۔ ناظر اپنے خیالوں اور اپنی تجویزوں کو عملی جامہ پہنانے کی فکر میں رہیں۔ اسی طرح کارکن۔ سکرٹری۔ پریذیڈنٹ۔ استاد۔ ہیڈ ماسٹر سب اپنے اپنے راگ الاپتے رہیں اور بندھے ہوئے جانور کی طرح اپنے کیلے کے گرد بار بار پھرتے رہیں۔ تو بتاؤ کیا اس طرح ترقی ہو سکتی ہے

**خلافت کے تو معنے ہی یہ ہیں**

کہ جس وقت خلیفہ کے مونہہ سے کوئی لفظ نکلے۔ اس وقت سب سکیموں سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے۔ کہ اب وہی سکیم وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے۔ جس کا خلیفہ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔ جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو۔ اس وقت تک سب خطبات رائگاں۔ تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں۔ میں آج تک جس قدر خطبات دے چکا ہوں۔ انہیں نکال کر ناظر دیکھیں۔ کہ آیا وہ ان پر عمل نہ کرنے کے لحاظ سے مجرم ہیں یا نہیں اسی طرح محلوں کے پریذیڈنٹ ان خطبات کو سامنے رکھ کر دیکھیں۔ کہ آیا وہ

**مجرم ہیں یا نہیں**

۱۴ ماہ اس تحریک کو ہو گئے۔ مگر کیا ناظروں محلہ کے پریذیڈنٹوں اور دوسرے کارکنوں نے ذرا بھی اس روح سے کام لیا۔ جو میں ان کے اندر پیدا کرنا چاہتا تھا۔ اگر وہ میرے ساتھ تعاون کرتے تو پچھلے سال ہی اتنا

**عظیم الشان تغیر**

ہو جاتا۔ کہ جماعت کی حالت بدل جاتی اور دشمن بھی مرعوب ہو جاتا۔ مگر چونکہ وہ اس رنگ میں رنگین نہیں ہوئے۔ جس رنگ میں میں انہیں رنگین کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے عملی طور پر انہوں نے وہ

**نمونہ نہیں دکھایا**

جو انہیں دکھانا چاہئے تھا۔ ان کی مثال بدر کے ان گھوڑوں کی سی نہیں جن کے متعلق ایک کافر نے کہا تھا۔ کہ ان گھوڑوں پر

**آدمی نہیں موتیں سوار ہیں**

بلکہ ان کی مثال حنین کے ان گھوڑوں کی سی ہے۔ جنہیں سوار

**میدان جنگ کی طرف**

موڑتے۔ مگر وہ مکہ کی طرف بھاگتے تھے

پس میں

## بے کاری کو دُور کرنے

کی طرف پھر جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ اور تمام کارکنوں کو خواہ وہ ناظر ہوں یا افسر۔ کلرک ہوں یا چپڑاسی۔ پریذیڈنٹ ہوں یا سیکرٹری توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اس رُوح کو اپنے اندر پیدا کرو۔ کیا فائدہ اس بات کا کہ تم نے چارسو یا تین سو یا دوسو یا ایک یا ساٹھ یا پچاس روپیہ چندہ میں دے دیا۔ اگر تمہارے اندر وہ رُوح پیدا نہیں ہوئی۔ جو ترقی کرنے والی قوموں کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ ہم اگر پچاس روپے کا بیج خریدتے ہیں جسے گھن لگا ہوا ہے۔ تو وُہ سب ضائع ہے لیکن اگر ہم ایک روپیہ کا بیج خریدتے ہیں۔ اور وُہ تازہ اور عمدہ ہے۔ تو وُہ پچاس روپوں کے بیج سے اچھا ہے۔ اسی طرح صرف روپیہ کوئی فائدہ نہیں دے سکتا جب تک وہ ایثار۔ وُہ قربانی وہ تعاون اور وُہ محبت و اخوت کی رُوح پیدا نہیں ہوتی۔ جو جماعت کو یکجان و دو قالب بنا دیتی ہے۔

اگر خلافت کے کوئی معنے ہیں۔ تو پھر خلیفہ ہی ایک ایسا وجود ہے۔ جو ساری جماعت میں ہونا چاہیئے۔ اور اس کے منہ سے جو لفظ نکلے۔ وہی

## ساری جماعت کے خیالات اور افکار

پر حاوی ہونا چاہیئے۔ وہی اوڑھنا اور وہی بچھونا ہونا چاہیئے۔ وہی تمہارا ناک کان۔ آنکھ اور زبان ہونا چاہیئے۔ ہاں تمہیں حق ہے۔ کہ اگر کسی بات میں تم خلیفہ وقت سے اختلاف رکھتے ہو تو اسے پیش کرو۔ پھر اگر خلیفہ تمہاری بات مان لے۔ تو وہ اپنی تجویز واپس لے لیگا۔ اور اگر نہ مانے۔ تو پھر تمہارا فرض ہے۔ کہ اس کی کامل اطاعت کرو۔ ویسی ہی اطاعت جیسے دماغ کی اطاعت انگلیاں کرتی ہیں۔ دماغ کہتا ہے۔ فلاں چیز کو پکڑو۔ اور انگلیاں جھٹ سے اُسے پکڑ لیتی ہیں۔ لیکن اگر دماغ کہے۔ اور انگلیاں نہ پکڑیں۔ تو پھر ماننا پڑے گا۔ کہ ہاتھ مفلوج اور انگلیاں رعشہ زدہ ہیں۔ کیونکہ رعشہ کے مریض کی یہ حالت ہوا کرتی ہے۔ کہ وہ چاہتا ہے ایک چیز کو پکڑ لے۔ مگر اس کی انگلیاں اُسے نہیں پکڑ سکتیں۔ پس اگر خلیفہ ایک حکم دیتا ہے مگر لوگ اس کی تعمیل نہیں کرتے۔ تو اس کے معنے یہ ہونگے۔ کہ وہ رعشہ زدہ وجود ہیں لیکن کیا رعشہ والے وجود بھی دُنیا میں کوئی کام کیا کرتے ہیں۔

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ گذشتہ سال کا تجربہ مجھے یہی بتاتا ہے۔ کہ ہماری جماعت کا وجود رعشہ والا وجود ہے۔ دماغ نے حکم دیا۔ مگر ہاتھوں اور انگلیوں نے کوئی کام نہ کیا اس میں شُبہ نہیں۔ کہ جماعت نے تحریک جدید میں روپیہ دیا۔ مگر میں نے بتایا تھا۔ کہ اس میں سب سے کم قیمت روپیہ کی ہوگی۔ روپیہ کی قیمت تو رسم و رواج کی وجہ سے ہے۔ آج یورپ کے اثر اس کے غلبہ اور فوقیت کی وجہ سے ہمیں روپیہ کی ضرورت ہے۔ ورنہ روپوں پر تو ہم تھوکتے بھی نہیں۔ اور نہ صرف روپوں سے دُنیا میں انبیاء کی جماعتیں کبھی کامیاب ہوا کرتی ہیں صحابہؓ کے زمانہ میں کب روپے تھے۔ مگر انہوں نے کام کر کے دکھایا۔ اور وہ کامیاب ہوگئے اسی طرح ہمیں بھی روپوں کی ضرورت نہیں

## کام کرنے والے آدمیوں کی ضرورت ہے

مگر چونکہ کفر کی اشاعت میں روپیہ کا بہت بڑا دخل ہے۔ اس لئے جوابی رنگ میں ہمیں بھی روپیہ لینا اور خرچ کرنا پڑتا ہے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے۔ جیسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ آگ سے عذاب دینا منع ہے۔ اس حدیث کی رُو سے توپوں اور بموں سے لوگوں کو ہلاک کرنا ناجائز ہے۔ مگر چونکہ یورپ والے لڑائیوں میں توپ اور بم استعمال کرتے ہیں۔ اس لئے مجبوراً اسلامی حکومتوں کو بھی یہ ہتھیار استعمال کرنے پڑتے ہیں ورنہ ہمارے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہی حکم ہے۔ کہ ہم اس قسم کے ہتھیار دُنیا سے مٹا دیں لیکن چونکہ یورپ والے توپیں چلاتے ہیں۔ اس لئے جواباً توپوں کا استعمال جائز ہے ورنہ جب اسلامی حکومتوں کا دُنیا میں غلبہ ہوگا اس وقت ان کا پہلا فرض یہ ہوگا۔ کہ وہ

## توپ اور بم کو اڑا دیں

اور اُسے دنیا سے مٹانے کی کوشش کریں۔ ہمارے محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے آج سے تیرہ سو سال پہلے جسے آج بعض کم بخت تعلیم یافتہ کہلانے والے مسلمان بھی جہالت کا زمانہ کہتے ہیں۔ یہ رحم اور محبت کی تعلیم دی۔ کہ آگ کا عذاب دینا منع ہے۔ کتنی اعلےٰ درجہ کی تعلیم ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دی۔ آج آگ کا عذاب تم دُنیا سے مٹا دو۔ تمام خونریزیاں مٹ جائیں گی۔ تم بم سے ایک مرد اور عورت کا فرق نہیں کر سکتے۔ تم ایک توپ کا گولہ چلاتے وقت یہ احتیاط نہیں کر سکتے۔ کہ عورتیں اس کی زد سے بچی رہیں۔ بچے محفوظ رہیں۔ لیکن تلوار چلاتے وقت تم یہ سب احتیاطیں کر سکتے ہو۔ تم دیکھ سکتے ہو۔ کہ تمہارے سامنے عورت ہے یا مرد۔ لڑائی میں شامل ہونے والا ہے یا راہگیر۔ اور مسافر۔ لیکن توپ کا گولہ بلا تمیز سب کو پیٹ دے گا۔ عورتیں زد میں آئیں گی۔ تو انہیں ہلاک کر دے گا۔ ہسپتال زد میں آئینگے۔ تو انہیں تباہ کر دے گا۔ زخمی جو ہسپتال میں زخموں کی وجہ سے کراہ رہے ہونگے۔ انہیں بھی موت کے گھاٹ اتار دیگا۔ لیکن تلوار چلاتے وقت انسان سمجھتا ہے۔ کہ میرے سامنے کون ہے۔ اور میں کسکو ہلاک کر رہا ہوں۔ پس اگر آج رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اسی ایک تعلیم پر دُنیا عمل کرے۔ تو جنگ کا نقشہ بدل جائے۔ اور رحم کا مفہوم کچھ اور ہو جائے۔ لیکن چونکہ دُنیا توپوں اور بموں سے کام لیتی ہے۔ اس لئے اسلامی حکومتیں مجبور ہیں۔ کہ وہ دفاع میں توپیں اور بم استعمال کریں۔ اسی طرح ہم روپیہ کی طرف اس لئے جاتے ہیں۔ کہ دشمن روپیہ سے کام لے رہا ہے وہ کفر کی اشاعت روپیہ سے کر رہا ہے۔ اور دُنیا میں اسلام کے خلاف روپیہ کی مدد سے اعتراضات پھیلا رہا ہے۔ ورنہ اسلام روپیہ کی قربانی کو ادنیٰ قربانی قرار دیتا ہے۔ اور

## اصل قربانی

وہ اس چیز کو قرار دیتا ہے۔ جو دل اور دماغ اور آنکھ اور زبان اور ہاتھ سے ہو۔ پس میں پھر جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ اور اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں۔ کہ وہ ہمارے اندر صحیح قربانی کا مادہ پیدا کرے۔ ورنہ باتیں تو باد ہوا چیزیں ہیں۔ اور اعلیٰ سے اعلیٰ چیز بھی بے اثر ہو جاتی ہے۔ اگر ماننے والے موجود نہ ہوں۔

# قادیان میں مکانات بنانے کا ایک نہایت آسان طریق

## صرف دس روپے ماہوار ادا کرکے قادیان میں مکان بنائیں

وہ کونسا احمدی ہے۔ جو سلسلہ کے مرکز کو مضبوط نہیں دیکھنا چاہتا۔ اور وہ کونسا احمدی ہے۔ جس کے دل میں یہ جوش موجزن نہیں۔ کہ وہ جلد از جلد اس سرزمین میں اپنی رہائش کے لئے مکان تعمیر کرے۔ جو اس زمانہ میں مہبط انوار الٰہیہ ہے۔ اور جہاں مکانات کی تعمیر بہت سے روحانی و جسمانی فوائد کا باعث ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان میں آنے اور یہاں رہائش اختیار کرنے کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے۔ بلکہ یہاں تک فرمایا ہے۔ کہ "جو شخص سب کچھ چھوڑ کر اس جگہ آکر آباد نہیں ہوتا۔ اور کم سے کم یہ تمنا دل میں نہیں رکھتا۔ اس کی حالت کی نسبت مجھ کو بڑا اندیشہ ہے۔ کہ وہ پاک کرنے والے تعلقات میں ناقص نہ رہے"۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے تحریک جدید کے مطالبات میں سے ایک مطالبہ یہ ہے۔ کہ "باہر کے دوست قادیان میں مکان بنانے کی کوشش کریں۔ اس وقت تک خدا تعالےٰ کے فضل سے سینکڑوں لوگ مکان بنا چکے ہیں۔ مگر ابھی بہت گنجائش ہے۔ جوں جوں قادیان میں احمدیوں کی آبادی بڑھے گی۔ ہمارا مرکز ترقی کرے گا۔ اور غیر عنصر کم ہوتا جائے گا۔ جب ہم اپنے آپ کو بڑھاتے جائیں گے۔ تو غیر عنصر خود بخود کم ہوتا جائے گا"۔

پھر ۱۰ جنوری ۱۹۳۶ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں:۔

"ایک تحریک میں نے یہ کی تھی۔ کہ دوست قادیان میں مکانات بنوائیں۔ میں آج اس تحریک کی طرف بھی دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ مکانات خدا تعالےٰ کے فضل سے جماعت بنوا رہی ہے اور پہلے سے زیادہ تعداد میں بنوا رہی ہے۔ لیکن ابھی اس کی طرف اور زیادہ توجہ کی ضرورت ہے **ہر مکان جو قادیان میں بنتا ہے۔ وہ احمدیت کو زیادہ مضبوط کر دیتا ہے۔ تم قادیان میں مکان بنا کر صرف اپنی جائیداد نہیں بناتے۔ بلکہ اس کے ساتھ ہی خدا تعالےٰ کی جائیداد بھی بڑھاتے ہو۔ ہر اینٹ جو تمہارے مکان میں لگائی جاتی ہے۔ وہ صرف تمہارے مکان ہی کو مضبوط نہیں کرتی۔ بلکہ سلسلہ اور اسلام کو بھی مضبوط کرتی ہے۔ پھر جس قدر قادیان میں عمارتیں بنیں گی۔** اسی قدر دوسری آبادی بھی ترقی کرے گی۔ جب قادیان میں کھانے والے بڑھیں گے تو ایسی دوکانیں بھی بڑھیں گی۔ جو ان کے لئے آٹا وغیرہ مہیا کریں۔ ایسی دوکانوں کا راستہ بھی کھلے گا۔ جو کپڑے مہیا کریں۔ ایسے آدمیوں کے لئے بھی گنجائش نکلے گی۔ جو گھروں کی صفائی کریں۔ پس ہر مکان جو بنایا جاتا ہے۔ وہ اور مکانوں کے لئے بھی راستہ کھولتا ہے۔ اور پھر سب مکان مل کر احمدیت کی مضبوطی کا موجب بنتے ہیں۔

پس جو دوست ابھی تک یہاں مکان نہیں بنوا سکے۔ انہیں چاہیئے۔ کہ وہ مکان بنوائیں۔ اور جو قادیان میں رہنے والے ہیں۔ انہیں بھی چاہیئے۔ کہ مکانات بنائیں۔ **قادیان میں مکان بنانا دنیا نہیں بلکہ دین ہے۔** چنانچہ دیکھ لو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بکثرت یہ الہام ہوا۔ کہ وسع مکانک۔ وسع مکانک۔ یعنی اپنے مکانوں کو بڑھاؤ۔ اور انہیں ترقی دو۔ یہ الہام صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے ہی نہیں تھا۔ بلکہ اس الہام میں جماعت بھی مخاطب تھی۔ اور آگے بتایا گیا تھا۔ کہ یاد رکھو۔ اگر تم دشمنوں کے حملوں اور شرارتوں اور ایذا رسانیوں سے محفوظ رہنا چاہتے ہو۔ تو اس کا ایک ہی علاج ہے اور وہ یہ کہ مرکز سلسلہ میں مکانات بنواتے چلے جاؤ۔ یہ وسع مکانک کا متواتر الہام درحقیقت آئندہ زمانے کے متعلق ایک پیشگوئی تھی۔ اور اس میں یہ بتایا گیا تھا۔ کہ جب کبھی احمدیوں کو مشکل پیش آئے گی۔ اور وہ خدا تعالےٰ کے حضور اس التجا کے ساتھ جھکیں گے۔ کہ الٰہی ہم کیا کریں۔ تو ہماری طرف سے انہیں کہا جائے گا۔ کہ **وسع مکانک**۔ اپنے مکانات کو اور زیادہ وسیع کر دو۔ اور زیادہ مرکز کو مضبوط کرو۔ **اس پیشگوئی کو پورا کرنا اب لوگوں کا کام ہے۔ گو بیسیوں نے پورا کیا۔ مگر بیسیوں ایسے بھی ہیں۔ جنہوں نے ابھی تک اس طرف توجہ نہیں کی۔ میں پھر انہیں توجہ دلاتا ہوں۔ اور بتاتا ہوں۔ کہ ان کے رب نے ان کی مصیبتوں کا علاج یہ بتایا ہے۔ کہ وسع مکانک اپنے مکانوں کو وسیع کرو۔ اور اس طرح مرکز سلسلہ کو مضبوط کرکے دشمن کو اس پر حملہ کرنے کی طرف سے بالکل ناامید کر دو"۔**

حضور کے اس ارشاد کے بعد کچھ اور کہنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ بعض ایسے احباب جن کو مالی مشکلات کی وجہ سے مکانات بنانے میں دقت ہو۔ ان کے لئے نظارت امور عامہ نے دار الانوار کمیٹی کی طرز پر ایک کمیٹی بنانے کا اعلان کیا تھا۔ جس میں صرف دس روپے ماہوار قسط ادا کرکے مکان بنایا جا سکتا ہے۔ کئی احباب اگرچہ اس میں شریک ہو چکے ہیں۔ مگر بہتوں نے ابھی تک توجہ نہیں کی۔ اس لئے اب دوبارہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ اصحاب جو مندرجہ بالا اغراض کو مدنظر رکھ کر یہاں مکان بنانا چاہتے ہیں۔ مگر مالی تنگی ان کے راستہ میں روک ہے۔ وہ فوراً نظارت امور عامہ کی کمیٹی میں شریک ہو جائیں۔ ایک سو بیس ممبر ہونے پر کام شروع کر دیا جائے گا۔ ممبری کی درخواست نظارت امور عامہ کو بھیجی جائے۔

(ناظر امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان)

## پانچ مبلغین کی ممالک غیر کو روانگی

پانچ مبلغین یکم فروری کو بیرونی ممالک کیلئے روانہ ہو رہے ہیں۔ ایک تحریک جدید کے ماتحت اور چار نظارت دعوۃ و تبلیغ کے۔ ان میں سے مولوی عبد الواحد صاحب فاضل جامعہ جاوا کیلئے براستہ کلکتہ جا رہے ہیں۔ اور باقی مبلغین براستہ کولمبو اپنے اپنے مقامات تبلیغ کی طرف سفر کریں گے۔ شمس صاحب لنڈن مولوی نذیر احمد صاحب افریقہ اور مولوی نذیر احمد صاحب مبشر فاضل جامعہ سیالکوٹی مغربی افریقہ۔

احباب کی سہولت کیلئے انکا پروگرام درج کیا جاتا ہے امید ہے احباب انہیں دعا کے ساتھ الوداع کہیں گے۔

| مقام | وقت |
|---|---|
| یکم فروری قادیان | ۱۳ — ۲ (منٹ بجے) |
| بٹالہ | ۴۵ — ۲ |
| امرتسر | ۳۵ — ۵ |
| رات امرتسر ٹھہریں گے | |
| ۲ فروری بمبئی ایکسپریس میں سوار ہونگے | ۴۴ — ۹ |
| جالندھر سٹی | ۱۰ — ۱۱ |
| جالندھر چھاؤنی | ۲۰ — ۱۱ |
| لدھیانہ | ۳۲ — ۱۲ |
| انبالہ چھاؤنی | ۵ — ۱۵ |
| سہارنپور | ۱۲ — ۱۷ |
| مظفر نگر | ۳۶ — ۱۸ |
| میرٹھ چھاؤنی | ۵۸ — ۱۹ |
| غازی آباد | ۱۷ — ۲۱ |

# وصیتیں



**نمبر ۴۲۳۵:**۔ منکہ برکت علی ولد نبی بخش صاحب قوم ملک کشمیری پیشہ ملازمت عمر ۴۶ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۹ء ساکن قادیان محلہ دار الفضل ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۱/۳۵/ ۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائداد ثابت ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری جائداد حسب ذیل ہے

(۱) مکان رہائشی قصبہ جلال پور جٹاں ضلع گجرات محلہ منڈی بلا شرکت غیرے قیمتی ۔/۱۰۰۰ ر

(۲) زمین بقدر ایک کنال محلہ دار الفضل متصل فارم قیمت ۔/ ۴۵۰۔ کل میزان ۔/ ۱۴۵۰ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت مبلغ ۔/ ۷۳ روپے ماہوار ہے۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ جو انشاء اللہ ہر ماہ ادا کرتا رہوں گا۔

العبد:۔ برکت علی احمدی بقلم خود منشی محکمہ نہر اپر گوگیرہ ڈویژن شیخوپورہ

گواہ شد:۔ کرم داد خان جمعدار پنشنر محلہ دار الفضل ۱۱/۳۵/ ۷ گواہ شد:۔ نذر حسین لفٹنٹ بقلم خود

**نمبر ۵۰۷:**۔ منکہ عبد اللہ ولد کرم بخش قوم زرگر ساکن پھیرو چیچی ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۰/۳۵/ ۲۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں اپنی آمد کا دسواں حصہ بفضل خداوند کریم و رحیم ماہ بماہ ادا کرتا رہوں گا۔ لہذا وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ لکھدیتا ہوں کہ سند رہے مورخہ ۱۰/۳۵/ ۲۲

العبد:۔ عبد اللہ ولد کرم بخش زرگر ساکن پھیرو چیچی ضلع گورداسپور نشان انگوٹھا۔

گواہ شد:۔ احمد الدین زرگر بقلم خود ولد محمد عارف زرگر۔ گواہ شد:۔ بقلم خود سلطان علی ارائیں ساکن پھیرو چیچی۔

**نمبر ۴۲۳۶:**۔ منکہ محکم الدین ولد میاں سلطان محمد صاحب پیشہ پنشنر گورنمنٹ عمر ۶۰ سال ساکن کالا گجراں تاریخ بیعت ۱۹۰۱ء تحصیل جہلم بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱/۳۵/ ۱۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے ایک مکان معہ بالاخانہ بعمارت پختہ و خام قیمتی دو ہزار روپیہ۔ ۸ گھماؤں ایک کنال زمین بارانی مزروعہ قسم اوسط و ناقص اس وقت دو ہزار روپیہ کل جائداد قیمت میزان چار ہزار روپیہ ہے۔ لیکن میرا گزارہ مبلغ ۳۰ روپے پنشن پر ہے زمین مذکور کی آمدنی اوسط درجہ تخمیناً چالیس روپیہ سالانہ ہوتی ہے۔ تا زیست اپنی جائداد مذکور کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ اس جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں تو اس قدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ فقط تاریخ ۱/۳۵/ ۱۱ العبد:۔ محکم الدین موصی۔ گواہ شد:۔ محمد عالم حال اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر ریلوے سٹیشن کالا گجرانوالہ ضلع جہلم۔ گواہ شد:۔ خوشی محمد احمدی

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ کے موقع پر جناب کو سٹار ہوزری سے جرابیں خریدنے کے متعلق جو ارشاد فرمایا تھا اس کی تعمیل کے لئے سہولتیں بہم پہنچانے کے لئے فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ آئندہ جو دوست یہاں سے ایک درجن بھی جرابیں منگوائیں گے۔ ان سے محصولڈاک و پیکنگ وغیرہ کا خرچ نہیں لیا جائے گا۔ اس حیرت انگیز رعایت کے باوجود اگر کوئی دوست اس ہوزری کی بنی ہوئی جرابیں نہ استعمال کریں۔ تو سوائے اس کے کیا سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ ہوزری کے متعلق جو قومی لحاظ سے فرمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے۔ اس کا انہیں قطعاً احساس نہیں۔ مطلوبہ تعداد کی جرابوں کی قیمت نقشہ ذیل کے مطابق اپنے مقامی محاسب کے پاس جمع کر کے حاصل کردہ رسید آرڈر کے ہمراہ آنی ضروری ہے۔ ورنہ تعمیل کرنے سے ہم معذور ہوں گے۔

سائز ۹½ تا ۱۱ سادہ ٹسر ۳/-، ۴/-، ۵/-، ۶/-
" ۸ تا ۹ " ۲/- ، ۴/-، ۵/-، ۵/-
" ۸ " ۹ ڈیزائن دار ۶/-
" ۹½ " ۱۱ اونی ۱۲/-
" ۸ " ۹ " ۸/-

قیمت کے لحاظ سے کوالٹی میں بھی فرق ہوگا۔

جنرل منیجر

نقلوں سے بچیں

وقت پر دھوکہ دیں گی

# حج میں آرام

مولانا اختر علی خان فرزند مولانا ظفر علی خان صاحب مالک اخبار زمیندار نے واپسی حج پر جو سلسلہ مضامین اپنے سفر کا لکھا تھا۔ اس کے ہم مندرجہ ذیل الفاظ لکھتے ہیں۔

## حجاز میں امرت دھارا

دوسرے دن صبح کے وقت شیخ عبداللہ سلیمان سے ملاقات ہوئی انکی طبیعت کسی قدر خراب تھی پیٹ میں گڑبڑ تھی۔ میں نے کہا کہ میرے پاس ایک عجیب و غریب چیز ہے۔ چنانچہ اسی وقت میں نے اپنے آدمی کے ہاتھ امرت دھارا کی ایک شیشی منگوا کر ان کی خدمت میں پیش کی۔ شیخ صاحب نے قہوہ میں ملا کر اسے پیا اور ایک گھنٹہ بعد طبیعت بالکل بحال ہوگئی۔ کہنے لگے کہ یہ بڑے مزے کی چیز ہے۔ میں نے کہا کہ اس دوا کے ایجاد کرنے والے لاہور کے مشہور و معروف طبیب پنڈت ٹھاکر دت شرما وید ہیں۔ امرت دھارا ہندوستان کے چپہ چپہ میں مشہور ہے۔ ہر ایک شخص اپنے گھر میں اس کی ایک ایک شیشی ضرور رکھتا ہے خاص کر جب موسم بدلے یہ دوا بے حد مفید ثابت ہوئی ہے۔ میں ہمیشہ اپنے ہمراہ ایک دو شیشیاں ضرور رکھتا ہوں۔ شیخ صاحب نے مجھ سے پنڈت جی کا پتہ لے کر رکھ لیا ہے۔

امرت دھارا گھر میں یا باہر سب جگہ ہر ایک انسان کو یکساں مفید ہے۔ ہمیشہ اس کو پاس رکھو اور وقت بے وقت کی تکلیف تشویش اور حرج سے بچو۔ لاکھوں آدمی آزما چکے ہیں۔ امرت دھارا آزمائش سے گذر چکی ہے سب کی یہی رائے ہے کہ ہمیشہ پاس رکھو! قیمت فی شیشی سالم ۲/- نصف شیشی ۱/- نمونہ کی شیشی ۸/-

**احتیاط!** نقلوں سے بچو! کیونکہ سخت و دیرینہ امراض میں دھوکہ دے کر دکھ و تشویش کو بڑھا دیں گی۔ صحت کے معاملہ میں کبھی نقلوں پر اعتبار نہ کرو!!

خط و کتابت و تار کے لئے پتہ
منیجر امرت دھارا اوشدھالیہ۔ امرت دھارا بھون
امرت دھارا روڈ۔ امرت دھارا۔ ڈاکخانہ
لاہور المشتہر

لاہور

# دنیا مان چکی ہے کہ موتی سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے

جس نے ایک دفعہ بھی یہ سرمہ استعمال کیا وہ ہمیشہ کیلئے گرویدہ ہو گیا کیونکہ یہ سرمہ ضعف بصر، ککرے، جلن، جالا، پھولا، خارش چشم، پانی بہنا، دھند، غبار، پڑبال، ناخونہ، گوہانجنی، رتوندہ، ابتدائی موتیابند غرضیکہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے، جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس کا استعمال رکھتے ہیں وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پاتے ہیں، قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے، محصول ڈاک علاوہ۔

## حضرت مسیح موعودؑ کا خاندان مبارک تو موتی سرمہ کو ہی پسند فرماتا ہے

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم اے سلمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں کہ "میں اس بات کے اظہار میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ میں نے آپ کے موتی سرمہ کو استعمال کر کے اسے بہت مفید پایا، گذشتہ دنوں مجھے یہ تکلیف ہو گئی تھی کہ زیادہ مطالعہ یا تصنیف سے دماغ میں بوجھ رہنے کے علاوہ آنکھوں میں سرخی بھی رہتی تھی، ان ایام میں میں نے جب بھی آپ کا سرمہ استعمال کیا، مجھے یقینی طور پر فائدہ ہوا"

## حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کے خاندان ذی احترام میں تو سرمہ ہی مقبول ہے!

شاہی حکیم حضرت مولنا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اولؓ کے صاحبزادگان تحریر فرماتے ہیں کہ "پچھلے دنوں عزیز عبدالباسط کو آشوب چشم اور ککروں کی تکلیف تھی، اس سے قبل اور بھی کئی ایک ادویہ استعمال کی گئیں، کوئی فائدہ نہ ہوا، مگر آپ کا موتی سرمہ بہت مفید اور کامیاب رہا، درحقیقت یہ بہت ہی قابل قدر چیز ہے"

اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ شاہی حکیم حضرت مولنا نورالدین صاحب کا اصل نسخہ کس کے پاس ہے اور پھر کون اسے زیادہ احتیاط کے ساتھ تیار کرتا ہے، اور آپکا خاندان مبارک کس سرمہ کو پسند فرماتا ہے۔

## حضرت مولوی شیر علی صاحب بی اے کی رائے

حضرت مولوی شیر علی صاحب بی اے ناظر تالیف و تصنیف تحریر فرماتے ہیں کہ "مدرسۃ الخواتین کی ایک طالبہ کو ککروں کی وجہ سے سخت تکلیف تھی، چنانچہ وہ پڑھائی کرنے سے بھی عاجز آچکی تھی، اس نے آپ کا موتی سرمہ چند روز تک استعمال کیا جس سے اس کو بہت فائدہ ہوا، اب وہ باقاعدہ پڑھتی ہے، میں یہ اطلاع آپکو اسلئے دیتا ہوں تاکہ اور لوگ بھی آپکے اس موتی سرمہ کی خوبی سے آگاہ ہو کر اس سے فائدہ اٹھا سکیں"

## حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ

فرماتے ہیں کہ "میرے گھر میں اس سے قبل بہت سے قیمتی سرمے استعمال کئے گئے، مگر کچھ فائدہ نہ ہوا، لیکن آپ کے سرمہ سے ان کی آنکھوں کی سب کمزوری اور بیماری دور ہو گئی اب ان کی نظر بچپن کے زمانہ کی طرح بالکل ٹھیک اور درست ہو گئی ہے، اس بنا پر میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اور بدیں آپ کے تقاضہ کے محض فائدہ عام کیلئے ان الفاظ کو آپ تک پہنچاتا ہوں کہ آپ اسے ضرور شائع کریں تاکہ دوسرے لوگ بھی اس مفید ترین چیز سے مستفیض ہو سکیں"

**ملنے کا پتہ:- مینیجر نور اینڈ سنز، نور بلڈنگ، قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)**

---

## محافظ اٹھرا گولیاں

اولاد کا کسی کو نہ دنیا میں داغ ہو
اس غم سے ہر بشر کو الٰہی فراغ ہو
پھولا پھلا کسی کا نہ برباد باغ ہو
دشمن کا بھی جہاں میں نہ گھر بے چراغ ہو

جن کے بچے چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو جاتے ہوں۔ یا مردہ پیدا ہوں۔ یا حمل گر جاتا ہو۔ اس کو اٹھرا کہتے ہیں۔ اس بیماری کا مجرب نسخہ مولانا حکیم نورالدین صاحبؓ شاہی طبیب کا ہم بناتے ہیں۔ جو نہایت کارآمد اور بے بدل چیز ہے۔ ایک دفعہ منگا کر قدرت خدا کا زندہ کرشمہ دیکھیں۔

قیمت فی تولہ سوا روپیہ مکمل خوراک گیارہ تولہ۔ یکمشت منگوانے والے سے ایک روپیہ فی تولہ لیا جائے گا۔

**عبدالرحمٰن کاغانی اینڈ سنز**
**دواخانہ رحمانی قادیان (پنجاب)**

---

متعدد تکلیف دہ امراض کے لئے

## عرق نور (رجسٹرڈ)

اپنی حیرت انگیز زود اثری کے باعث صد درجہ مقبول ہو چکا ہے۔ اگر آپ کو یا آپ کے کسی عزیز کو بڑھی ہوئی تلی ضعف جگر یا معدہ۔ کمی بھوک۔ کمزوری مثانہ یرقان۔ دائمی قبض۔ پرانا بخار یا پرانی کھانسی جیسے امراض سے تکلیف ہو۔ تو اس کے لئے عرق نور اکسیر اعظم ثابت ہوگا۔

عورتوں کی تمام پوشیدہ امراض خصوصاً بانجھ پن اور اٹھرا کے لئے مجرب المجرب دوا ہے۔ ماہواری خرابی قلت خون اور درد کو دور کر کے رحم کو قابل تولید بناتا ہے۔ مقوی خون ہونے کے علاوہ اپنی مقدار کے برابر صالح خون پیدا کرتا ہے۔ قیمت فی شیشی یا پیکٹ عہ مکمل خوراک سے ۳ علاوہ محصول ڈاک۔

دیگر ادویات کی فہرست مفت طلب کریں!

**ڈاکٹر نور بخش اینڈ سنز عرق نور قادیان (پنجاب)**

---

## مجرب کامیاب اکسیرات

اگر کسی کے طحال (تلی) بڑھ گئی ہو۔ تو وہ کیا کرے؟

### اکسیر طحال کا استعمال

اگر کسی کو سلسل بول یا پیشاب میں شکر آنے کی شکایت ہو۔ تو

### ذیابیطول استعمال کرے

اگر کوئی صاحب کمزوری کا شکار ہو گئے ہوں۔ (خواہ کسی سبب سے ہوں)

### تو وہ

نیو لائف گولیاں استعمال کریں۔ جو سو فیصدی کامیاب ثابت ہوئی ہیں۔ جملہ ادویات منگوانے کا پتہ:-

**اکسیر گھر۔ امرتسر چوک بابا اٹل**

# ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں



**راولپنڈی** ۲۸۔ دھنیال ضلع جہلم میں سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان شدید تصادم کی اطلاع پہنچی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ کئی گھنٹے لڑائی ہوتی رہی۔ جس میں کلہاڑیوں۔ لاٹھیوں اور دیگر اسلحہ کا آزادانہ طور پر استعمال کیا گیا۔ تقریباً بیس آدمی زخمی ہوئے۔ عین اسی وقت مسلمانوں کی ایک اور جماعت گوردوارہ گورو سنگھ سبھا پر سکھوں سے متصادم ہوئی۔ جس کے نتیجہ میں ایک آدمی ہلاک اور کئی مجروح ہوئے۔ فساد کی وجہ تاحال معلوم نہیں ہو سکی۔ حکام پولیس موقع پر پہنچ گئے۔

**پٹنہ** (بذریعہ ڈاک) ضلع گیا کے ایک گاؤں میں ہندوؤں نے اچھوتوں کو بیماری کے پھیلنے کا ذریعہ سمجھ کر انہیں دہکتی ہوئی بھٹی میں پھینک دیا۔ جس سے بعض کے اعضا بری طرح جھلس گئے۔ مقامی اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کی اس سفاکانہ حرکت سے مقامی ہریجنوں میں خوف وہراس پھیلا ہوا ہے

**لاہور** ۲۸ جنوری۔ کل لالہ ہرکشن لال کے خلاف درخواست دیوالیہ کی سماعت مسٹر جسٹس ٹمزدی کی عدالت میں ہوئی۔ سماعت کے دوران میں لالہ ہرکشن لال اور عدالت کے درمیان ایک بات پر سخت جھڑپ ہوئی عدالت نے لالہ صاحب کو چیف جسٹس کے متعلق ایک ریمارک کو واپس لینے کے لئے کہا۔ مگر وہ واپس لینے پر تیار نہ ہوئے۔ جج نے اسے توہین عدالت قرار دیا۔

**بہاولپور** ۲۸ جنوری۔ دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کے الزام میں گیارہ ہندو لیڈروں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ کل پچاس گرفتاریاں ہو چکی ہیں۔

**لاہور** ۲۸ جنوری۔ کل سول نافرمانی کے سلسلہ میں مسلمانوں کا چوتھا جتھا شاہی مسجد سے نکلا۔ پولیس اسے گرفتار کر کے سنٹرل جیل لے گئی۔ گرفتاری کے وقت مسلمانوں میں بہت جوش تھا۔ ہجوم چوک ہیرا منڈی میں جمع ہو کر نعرے لگاتا رہا۔ آخر پولیس نے انہیں منتشر کر دیا۔

**لکھنؤ** ۲۸ جنوری۔ مسٹر موہن لال سکسینہ ایم ایل اے اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں ایک ریزولیوشن پیش کریں گے۔ جس کی غرض یہ ہے۔ کہ غیر متشددانہ جرائم کے تمام سیاسی قیدیوں کو سپیشل کلاس میں رکھا جائے۔

**لنڈن** ۲۸ جنوری۔ شہنشاہ جارج پنجم کی تدفین سے دو روز قبل لاکھوں کی تعداد میں لوگ آپ کا چہرہ دیکھنے کے لئے ویسٹ منسٹر ہال میں جمع ہو گئے۔ ویسٹ منسٹر ہال تمام شب کھلا رہا۔ شاہی خاندان کے بعض افراد بھی بادشاہ کی شکل دیکھنے کے لئے آئے۔

**نئی دہلی** ۲۸ جنوری۔ گورنمنٹ ہند نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ ۳ فروری کو جب کہ لیجسلیٹو اسمبلی کا اجلاس شروع ہوگا۔ کوئی سرکاری کام نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ سر این این سرکار شہنشاہ جارج کی وفات پر تعزیت اور شہنشاہ ایڈورڈ ہشتم کی تخت نشینی پر مبارک باد کی تحریک پیش کریں گے۔ اور تحریک پاس ہو جانے کے بعد اجلاس اس روز ملتوی ہو جائے گا

**خیرپور** ۲۸ جنوری۔ دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی میں خیرپور سے آٹھ ہندو گرفتار کئے گئے۔ ہندوؤں نے شہر میں مکمل ہڑتال کر دی ہے

**میونخ** ۲۸ جنوری۔ نازی طلبا کے سامنے ہر ہٹلر نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ غیر ممالک میں بستیوں پر یورپین اقوام کا حق ہے جرمنی اب اتنا مضبوط ہو گیا ہے۔ کہ اسے لیگ کی امداد کی ضرورت نہیں۔ بستیاں قوت اور طاقت سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔

**نئی دہلی** ۲۸ جنوری۔ اخبار "ڈرائڈ ویکلی" کا نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ دہلی میں شہنشاہ ایڈورڈ ہشتم کے دربار تاج پوشی کے انعقاد کا کوئی امکان نہیں۔ مزید لکھا ہے کہ نئے آئین کی افتتاحی رسم ادا کرنے کے لئے نئے بادشاہ کے بھائی ڈیوک اوف یارک ہندوستان آئیں گے۔

**لاہور** ۲۸ جنوری۔ کل گوردوارہ ڈیرہ صاحب کے قریب کرپان مورچہ کے سلسلہ میں پانچ پانچ سکھوں کے بارہ جتھے گرفتار ہوئے۔ ۹ سکھ عورتوں کے تین جتھے بھی گرفتار کئے گئے۔ سنٹرل جیل میں سردار نریندر سنگھ سٹی مجسٹریٹ نے ان عورتوں کو تا برخاست عدالت قید محض کا حکم دیا۔ دوسرے سکھوں کو بھی مجسٹریٹ نے تا برخواست عدالت قید محض کی سزا دی۔ تمام جتھوں کا فوٹو لے لیا گیا۔

**قاہرہ** ۲۸ جنوری۔ مصری طلبا قائدین کے مشورہ کے خلاف ہر جگہ ہڑتال کر رہے ہیں آج طلبا نے ایک سکول فرنیچر کو آگ لگا دی۔ غزالونی درسگی کے طلبا مظاہروں کا انتظام کر رہے ہیں۔ بارہ سو طلبا قاہرہ جا رہے ہیں۔

**لکھنؤ** ۲۸ جنوری۔ بابو راجندر پرشاد صدر کانگرس کے فیصلہ کے خلاف کانفرنس کی تاریخوں کی عدم تبدیلی کے متعلق استقبالیہ کمیٹی نے اپنا پروٹسٹ واپس لے لیا ہے۔ اور نئی تاریخیں منظور کر لی ہیں۔

**لاہور** ۲۸ جنوری۔ شہنشاہ ایڈورڈ ہشتم نے گورنر پنجاب کے نام تار ارسال کیا ہے کہ وہ باشندگان پنجاب کو ان کی جانب سے ان کے جذبہ وفاداری وعقیدت کے اظہار کے لئے شکریہ کا پیغام پہنچا دیں۔

**لنڈن** ۲۸ جنوری۔ پنڈت جواہر لال نہرو کل ۲۶ جنوری کو لنڈن پہنچے۔ نمائندہ پریس کو ملاقات کے دوران میں انہوں نے کہا۔ کہ مسز کملا نہرو کی صحت اب اچھی ہے۔

**بمبئی** ۲۸ جنوری۔ ہندوؤں کے جگت گورو شری شنکر آچاریہ نے اس بیان کی کہ ڈاکٹر امبیدکار نے ہندو مذہب ترک کرنے کا ارادہ ترک کر دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے تردید کی ہے۔ اور اعلان کیا ہے کہ میں نے کبھی اپنا ارادہ تبدیل نہیں کیا۔ اور نہ میں اسے تبدیل کروں گا۔

**نئی دہلی** ۲۸ جنوری۔ مسٹر اکھل چندر دت ایم ایل اے نے اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں چند ایک ریزولیوشن پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ جن میں سے ایک میں یہ مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ ہندوستان کو لیگ اوف نیشنز سے قطع تعلق کر لینا چاہیئے۔

**کینٹن** ۲۸ جنوری۔ تیس ہزار کمیونسٹ صوبہ ہوان سے جنوبی چین کی طرف آ رہے تھے۔ انہوں نے دیگینگ شہر پر قبضہ کر لیا ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ وہ کوئینگ پر بھی قابض ہو جائیں گے۔ ہزاروں لوگ اور سپاہی کینانگ کے اردگرد فصلیں بنا رہے اور خندقیں کھود رہے ہیں۔ تمام فوجیں کمیونسٹوں کی بڑھتی ہوئی رو کو روکنے کے لئے روانہ کی جا رہی ہیں۔

**اسمارہ** ۲۸ جنوری۔ شمالی محاذ پر اطالوی فوجوں اور حبشی عساکر میں تین دن تک خونریز جنگ ہوئی۔ پہلی لڑائیوں کے برعکس اس جنگ میں اٹلی کی سفید فام فوجوں نے بھی حصہ لیا۔ اطالوی پیش قدمی کی خبر سنتے ہی راس کاسا حبشی جرنیل چالیس ہزار سپاہیوں کے ساتھ میکالے سے بارہ میل کے فاصلہ پر ٹمبین میں داخل ہو گیا۔ اور جنگ کے دوسرے تمام طریقوں کو ترک کر کے کھلے میدان میں ڈٹ گیا۔ نقصان عظیم کے باوجود حبشی افواج محاذ پر جمی رہیں۔ بالآخر اطالوی عساکر حبشی فوجوں کو منتشر کرنے میں کامیاب ہو گئیں۔

**روما** ۲۸ جنوری۔ مارشل بڈوگلیو کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ گذشتہ ہفتہ گنیلڈوریا کی لڑائی میں دس ہزار کے قریب حبشی ہلاک ہوئے۔ اطالوی افواج کے سپاہی صرف سینکڑوں کی تعداد میں ہلاک ہوئے۔

**رنگون** ۲۸ جنوری۔ برما کے ایک ضلع میں ایک مقام پر ستر گھر آگ کا شکار ہو گئے۔ نقصان کا اندازہ ایک لاکھ روپے قریب کیا جاتا ہے۔ حکام مصیبت زدگان کو خوراک مہیا کر رہے ہیں۔

**امرتسر** ۲۷ جنوری۔ گیہوں تیار ۲ روپیہ ۴ آنے ۶ پائی۔ نخود تیار ۲ روپے ۱ آنہ ۳ پائی۔ سونا دیسی ۳۵ روپیہ ۶ ۔ چاندی دیسی ۵۱ روپے ۸ آنے ہے۔

**طہران** (بذریعہ ڈاک) ایران سے ایک شدید زلزلہ کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ یہ زلزلہ بندرگاہ بوشہر سے ۴ کیلومیٹر دور مقام اہرم کے پہاڑی حصہ میں زیادہ شدت کے ساتھ رونما ہوا۔ بڑی بڑی چٹانیں زلزلہ کے صدمہ سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ ایک مہیب آواز سنی گئی۔ اور چٹانیں فضا میں بلند ہو ہو کر گرتی نظر آئیں۔

**استنبول** (بذریعہ ڈاک) جمہور ترکیہ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ایک نیا تجارتی بیڑا تیار کیا جائے۔ بحری محکمہ اس کی تعمیر میں کوشاں ہے۔ بیڑا سے جہاز بھی جدید تنظیم میں حصہ لیں گے۔ کیونکہ ان کو خاص احکامات کی تعمیل کے لئے ہر وقت تیار رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

# نارتھ ویسٹرن ریلوے

## نہایت آرام دہ بی کلاس ٹورسٹ کاریں!

### وہ لوگ جو نہایت آرام کے ساتھ سفر کرنے کے خواہشمند ہوں۔ ٹورسٹ کاریں ارزاں کرایہ پر لے سکتے ہیں؛

بی کلاس آٹھ پہیوں والی ٹورسٹ کاروں (نمبر ۹۹ و ۱۰۰) میں جو ابھی جاری کی گئی ہیں۔ ایک بڑا اور ایک چھوٹا کمرہ جن میں چھ اوپر اور نیچے سیٹیں اور سونے ہیں۔ دو غسل خانے۔ ایک باورچی خانہ اور ملازموں کے لئے ایک کمرہ ہے۔ یہ کاریں مندرجہ ذیل کرایوں پر صرف نارتھ ویسٹرن ریلوے پر سفر کرنے کے واسطے لی جا سکتی ہیں۔

۱۔ مسافروں سے بھری ہوئی کار کا کرایہ:۔ فی کار ۱۲ ار فی میل کے حساب کرایہ لیا جائیگا۔ اور ۵۰ میل سے کم سفر کا کرایہ بھی ۵۰ میل کا ہی لیا جائے گا؛

۲۔ کرایہ کی اجرت:۔ ۲۴ گھنٹوں یا اس وقت کے کسی جزو کے لئے ۱۶ روپیہ فی کار؛

۳۔ جو سامان مفت لے جایا جا سکتا ہے۔ وہ دس من ہے؛

۴۔ خالی کار کے لانے اور لے جانے کا کرایہ:۔ ۴ آنے فی میل؛

وہ تمام دوسری شرائط جو نارتھ ویسٹرن ریلوے کوچنگ ٹیرف حصہ اول ۹۵ کے صفحہ ۳۰۵ پر رول نمبر ۹۹ میں درج ہیں۔ اور جو فرسٹ کلاس ۱۲ پہیوں والی ٹورسٹ کاروں (نمبر ۳۹ و ۴۰) اور آٹھ پہیوں والی ٹورسٹ کاروں (نمبر ۸۲، ۸۳، اور ۸۸ تا ۹۸) سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان کا اطلاق بھی مذکورہ بالا بی کلاس کاروں پر ہوگا؛

**چیف کمرشل مینیجر لاہور**

---

## ملیریا یعنی موسمی بخار کا حکمی علاج

سردی سے بخار کا چڑھنا۔ سر میں درد ہونا۔ قبض کی شکایت اور پیاس کی تیزی۔ باری سے چڑھنا یا چوتھیا بخار کے لئے ہماری تیار کردہ دوا ملیریا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ اس شہرہ آفاق دوا نے ملیریا کے ہزار ہا مریض صحت یاب کر دیئے ہیں۔ آزمائش شرط ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ علاوہ ڈاک خرچ

**اکسیر تاپ تلی** عموماً بخار کے بعد بعض مریضوں کی تلی بڑھ جاتی ہے۔ جس سے مریض کو بہت تکلیف ہوتی ہے جگر بگڑ جاتا ہے۔ قبض عام طور پر رہتی ہے۔ مریض کام کرنے سے جی چراتا ہے۔ ایسے مریضوں کے لئے تاپ تلی اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ قیمت فی بوتل ایک روپیہ چار آنے۔ علاوہ ڈاک خرچ۔ فہرست مفت طلب کریں

ملنے کا پتہ:

مینیجر فاروقی یونانی دواخانہ۔ فاروق گنج بیرون دروازہ شیرانوالہ لاہور

---

## مژدہ جانفزا

ہم نے ہندوستان کے تجارتی اور اقتصادی پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک بڑے پیمانے پر ہر قسم کے خوشبو دار اور دماغی کمزوریوں کو دور کرنے کیلئے تیل اور عطریات کا ایک کارخانہ کھولا ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ آج سے پیشتر ایسے خالص تیل بنانے والا کارخانہ ہندوستان میں نہیں بلکہ یورپ کے کسی حصہ میں نہیں ہے۔ ہر ہندوستانی کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے ملک کی تجارت کو فروغ دینے کے لئے ہمارے کارخانہ کا اصل تیل "حنا نیا بہار ہیئر آئل رجسٹرڈ" استعمال کرے۔ قیمت فی شیشی ۱۰

ملنے کا پتہ: ماسٹر اللہ رکھا کشمیری بازار لاہور

---

## غازی فخری پاشا کیپ رجسٹرڈ

آرڈر کے ہمراہ سر کا ناپ آنا ضروری ہے۔ بیماریوں کو خاص ہدایت

ہم نے غازی فخری پاشا کے کلاہ مبارک کی طرز کی ایک ٹوپی اختراع کی ہے۔ جو دیکھنے میں دیدہ زیب پہننے میں نہایت ہی آرام دہ ہے۔ اور لطف یہ ہے۔ کہ اصل فراکی کے ڈیزائن کو شرماتی ہے۔ جس کی قیمت بلا محصول للعہ محصول ڈاک ۸ر

### ہماری دکان پر

ہر ایک قسم کی ٹوپیاں۔ کلاہ۔ ہیٹ وغیرہ ہر وقت مل سکتے ہیں؛

**امپیریل کیپ مارٹ کشمیری بازار لاہور**

---

## ایکرو پیپر میں اکھبار اشتہار چھپواؤ

---

## دو نہایت مفید چیزیں

**سرمہ دافع چٹہ** آشوب چشم کے بعد آنکھ میں بعض اوقات چٹہ پڑ جاتا ہے۔ جو نظر کو خراب کرنے کے علاوہ صورت کو بھی بدزیب کر دیتا ہے۔ یہ سرمہ اس کا حکمی علاج ہے۔ قیمت فی تولہ پانچ روپے۔

**اکسیر مرگی** مرگی جیسا نامراد مرض خدا کے فضل سے اس سے دور ہوتا ہے۔ اگر دورہ نہ رکے تو قیمت واپس۔ کھانے اور سونگھنے کی دوائی کی قیمت سے ہے

خاکسار: میاں خیر الدین محلہ ناصر آباد۔ قادیان

(عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا) ایڈیٹر غلام نبی